

Andree Pradelle

Tab

آندریه پردیش

تجربہ اور اب

۱۹۰۶ء تا ۱۹۹۱ء
مرتبہ

954.84

SNA

رفیق شاہی ایم۔ اے، عثمانیہ، برنلزم، ڈیپلوما

○ آر۔ ایس۔ پبلشوز، نظام آباد ○

کتاب کا نام: ”آئندہ اپریشی تب اور تب“ (۱۹۵۶ء تا ۱۹۹۱ء)

مصنف کا نام: رفیق شاہی

تعداد اشاعت: ایک ہزار

سزا اشاعت: ماہ نومبر ۱۹۹۱ء

کتابت: ایم اے احمد فاروقی (نظام آباد)

پبلشر: آر، ایس، پبلشرز، نظام آباد

صفحات: (۷۸)

طباعت: دائرہ الکرک پریس چھتہ بازارہ حیدر آباد

قیمت: (۵۱/-) روپے

ملنے کا پتہ: ۹۵۴، ۸۵۴

۱۔ رفیق شاہی
SHA

مکان نمبر: ۱۲۷-۳-۸، دھاروگی

نظام آباد - ۵۰۳۰۰۱ (۱-۷۱-پی)

۲۔ جمیل بک بینک

احمدی بازار

نظام آباد - ۵۰۳۰۰۱ (۱-۷۱-پی)

۳۔ شمس ایجنسیز - گوشہ محل روڈ - حیدر آباد

۴۔ حای بکریو - چارکان - حیدر آباد



فہرست مضمونات

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵	انتساب	۱
۶	پیش نغظ	۲
۷	چند باتیں	۳
۹	ریاست کی تشکیل	۴
۱۶	ریاست کی آبادی	۵
۱۷	صدر مقام "محید آباد"	۶
۲۲	"اردو" ریاست کی دوسری اہم زبان	۷
۲۳	کانگریس کے (۱۹۱۶ء) سالہ دور کا خاتمہ اور دوبار آغاز	۸
۲۵	ریاست میں "صحافت" کا مقام	۹
۲۹	تلگو زبان و تہذیب کی ترقی	۱۰
۳۰	ریاست میں ریڈیو و ٹیلی ویژن کی ترقی	۱۱
۳۱	ریاست میں صنعتی ترقی	۱۲
۳۲	ریاست میں تعلیمی ترقی	۱۳
۳۴	ریاست کے قابل دید مقامات	۱۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۵	شہر حیدرآباد کی سیاحت	۱۵
۵۵	ریاست کے ہوائی راستے و بندرگاہیں	۱۶
۵۶	کونسے اضلاع کچن چیزوں کیلئے مشہور ہیں؟	۱۷
۵۷	ریاست میں معدنیات کن اضلاع میں پائی جاتی ہیں؟	۱۸
۵۸	ریاست میں کونسی صنعتیں کہاں قائم ہیں؟	۱۹
۵۹	ریاست میں کونسی مٹی کہاں پائی جاتی ہے؟	۲۰
۶۰	ریاست کے تمام اضلاع کے نام	۲۱
۶۱	ریاست کے اضلاع کی آبادی	۲۲
۶۳	آندھرا پردیش سے "ارجن پوارڈ" حاصل کرنے والے اضلاع	۲۳
۶۴	ریاست کے اہم شہروں کا درجہ حرارت	۲۴
۶۵	ریاست میں موجودہ اقلیتی رائے دہندوں کی تعداد	۲۵
۶۷	ریاست کا نقشہ	۲۶
۶۸	ریاست کی تشکیل کے بعد	۲۷
۷۲	مصنف کا تعارف	۲۸

انتساب

”میں اپنی اس حقیر تالیف
کو محترم والد محمد عبدالرشیدؒ پہنچا رہی ہے
ضلع نظام آباد (آندھرا پردیش) کے
تام سے منسوب کرتا ہوں۔ ان ہی کے
انذارِ فکر نے میرے قلم کو لکھنے کے
آداب سیکھائے۔“

رفیق شاہی

پیش لفظ

○ ڈاکٹر مرزا اکبر علی بیگ

۲/۱۰۳۲-۹-۵ مجید گوڑہ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء
حیدرآباد - ۵۰۰۲۹ (۱-۷ پی)

”میں نے رفیق شاہی کی تالیف ”اندھرا پردیش تریبھاب“ کو شروع سے آخر تک پڑھ کر دیکھا جس میں ریاستی و بیرونی افراد کے لئے جس قدر معلومات فراہم کی گئی ہے اس کو بڑے سلیقے اور اچھے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ طرز بیان سلیس اور آسان اردو کا نمونہ ہے۔ موصوف کی یہ کوشش ہر طرح سے لائقِ قدر ہے اور نئے افراد کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوگی۔“

ڈاکٹر مرزا اکبر علی بیگ (ملکچراہ)
عثمانیہ لینیورسٹی حیدرآباد۔

چند باتیں

یہ تالیف ریاست آندھرا پردیش کے اندر دیاسر کے افراد کے لئے لکھی گئی ہے تاکہ وہ اس ریاست اور اس کی تاریخ سے بالکل واقف ہو جائیں۔ اس کو ترتیب دیتے وقت اس بات کا خاص طور پر لحاظ کیا گیا ہے کہ کوئی ایسی بات یا کوئی ایسی چیز اس میں شریک نہ ہو جو قارئین کی سمجھ سے باہر نہ ہو۔

ریاست آندھرا پردیش پر اب تک تلگو اور انگلش زبانوں میں بہت سی کتابیں مرتب کی گئی اور بہت کچھ لکھنے کے بعد ہی تکمیل منزل نہ پہنچی۔ کیوں کہ ترقی کی رفتار کا کوئی پیمانہ نہیں ہوتا۔ اس نقطہ نظر سے یہ کوشش بہت سرسری ہے اس کے مطالعہ سے ریاست اور اس کے صدر مقام حیدر آباد کے آس پاس کی چیزوں اور تاریخی مقامات کی جان پہچان ہو جاتی ہے۔ اور ایک سرسری خاکہ ذہن میں آ جاتا ہے یہی اس کا مقصد بھی ہے۔ نہ میں اس سے زیادہ اور کچھ سمجھتا ہوں اور نہ اس کے پڑھنے والے کو اس سے زیادہ سمجھنے کی اجازت دلتا گا۔ کوتاہیوں کی معافی چاہنا ایک رسمی چیز ہو گئی ہے۔ لیکن میں اس

وقت صرف تکمیل ضابطہ کے لئے ہی نہیں بلکہ اپنی کمزوریوں کو
 حساس کے ساتھ یہ خواہش نہیں کرتا کہ میری غلطیوں کو دور
 کیا جائے۔ بلکہ انھیں اصلاح کے لئے آپ تمام سے آگاہی
 چاہتا ہوں۔

رفیق شاہی

ایم۔ اے۔ (عثمانیہ)

و

جرنلزم (ڈپلوما)

یکم نومبر ۱۹۹۱ء

یکم نومبر ۱۹۵۶ء کو لسانی بنیاد پر عظیم ترریا اندھرا پردیش
کا ہندوستان کے پہلے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو
نے افتتاح کیا اور صدر مقام "حیدرآباد" بنایا گیا۔ لیکن ہندوستان
کی آزادی کے بعد ملک کی پہلی ریاست اندھرا پردیش یکم دسمبر ۱۹۵۳ء
کو قائم ہوئی تھی جس کا صدر مستقر کرنول بنایا گیا اور ہائی کورٹ مستقر
کنٹور میں قائم کیا گیا تھا جو (۱۱) اضلاع پر مشتمل تھی اور چیف منسٹر
کی حیثیت سے مسٹر ٹی پدکاشم پتھلو کو مقرر کیا گیا تھا۔ اندھرا پردیش
ایک وسیع ترنگلو اور اردو زبانوں کی مشترکہ ریاست ہے جس کے قیام
کے لئے کئی سال تک جدوجہد کی جاتی رہی۔ اس ریاست کے پہلے وزیراعلیٰ
محترم نیلم سینجواریڈی تھے جو بتدریج آگے بڑھتے ہوئے ہندوستان کے
صدر جمہوریہ بھی بنائے گئے۔ اور اس ریاست کے پہلے گورنر کے لئے
سی ایم۔ ترویدی کو منتخب کیا گیا۔ ریاست اندھرا پردیش (۱۹۵۶ء) شمال عرض
بلند سے (۱۵°۵۲) شمال عرض بلند تک (۷۵°۱۵) مشرق طولی بلند سے (۸۵°۵۰)

مشرق طولی بلد کے درمیان واقع ہے۔ اس کا رقبہ ۶۸،۰۵،۷۲ مربع کلومیٹر ہے۔ اس ریاست کے مشرق میں علیحدہ بنگال، جنوب میں ٹاملناڈو، مغرب میں کرناٹک اور شمال میں مہاراشٹر، مدھیہ پردیش اور اڑیسہ ریاستیں واقع ہیں آبادی کے لحاظ سے یہ ہندوستان کی پانچویں بڑی ریاست ہے ہندوستان میں ریاست کرناٹک کے بعد اس ریاست میں قسم قسم کے جنگلی جانور اور پرند ملتے ہیں یہاں بارش کا اوسط (۶۵ تا ۱۳۵) ہے۔

سال ۵۷-۱۹۵۶ء سے سال ۷۷-۱۹۶۹ء تک اس ریاست

میں جملہ (۱۲۰) اضلاع تشکیل دیے گئے بعد میں ۲۲ فروری ۱۹۵۷ء کو پرکاشم (اونگول)، ۱۵ اگست ۱۹۵۷ء کو زنگارڈی اور یکم جون ۱۹۵۹ء کو وجیانگرم کو اضلاع کا درجہ دیا گیا۔ جس سے اب ریاست میں جملہ (۲۳) اضلاع ہو گئے۔ ریاست کی آبادی اس وقت تقریباً ۷ کروڑ افراد پر مشتمل ہے اس ریاست کی ۸۰٪ عام (۲۷،۲۲۱) ٹاؤن و شہروں ہیں اور ۲۰٪ عوام (۵۰،۷۲۲) چھوٹے موافعات میں آباد ہے۔ اس ریاست میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اب بھی یہاں مشرقی تہذیب کی شان و شوکت پائی جاتی ہے جو ملک کے دوسرے بڑے شہروں میں نہیں۔ اس وقت ریاست میں کسی ایک مذہب یا فرقہ کے لوگ نہیں بستے بلکہ بہت سے فرقہ بستے ہیں۔ جن میں ہندو، مسلمان، سکھ، پارسی، عیسائی، جین، کونڈا، بھیل، کویا، لمبارا اور بریکہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ آندھرا پردیش (۳) علاقوں، تلنگانہ، آندھرا اور رائیساہ پر مشتمل ہے۔ شہر ممبئی قیادت کے معاملہ میں آندھرا علاقہ کو

سبقت حاصل ہے، یہ علاقہ جملہ (۹) اضلاع پر مشتمل ہے جبکہ علاقہ
تلنگانہ جملہ (۱۰) اضلاع پر اور علاقہ رائسہ جملہ (۴) اضلاع پر مشتمل
ہے۔ ریاست میں ریاستی اسمبلی کے جملہ (۲۹۵) اراکین کے علاوہ پارلیمنٹ
میں ریاست سے جملہ (۴۲) لوک سبھا کے اراکین اور (۱۸) راجیہ سبھا کے
اراکین موجود ہیں۔ اس ریاست میں سری سہری کوٹ کے مقام سے ۹ اکتوبر
۱۹۷۱ء کو ملک کا پہلا خلائی راکٹ ”روہنی“ آسمان میں چھوڑا گیا۔
ہندوستان کا یہ نازکر کوٹ کاشمیر زادہ ”اظہر الدین“ اور ہندوستان سے
خلا میں جانے والا پہلا اسکوٹ لیڈر راکیش شرما کا تعلق بھی اسی ریاست
سے ہے۔ یہاں یہ بات بے جا نہ ہوگی کہ ہر فیوری ۱۹۶۷ء کو سابق ریاست
حیدرآباد کے آخری بادشاہ مسیح عثمان علی خاں بہادر کا انتقال ہوا۔

ہماری ریاست سے جملہ (۵) قومی شاہراہیں گزرتی ہیں
ریاست میں گھنے جنگلات نظر آتے ہیں تو کہیں لہلہاتے کھیت اور کہیں ٹہنوار
بخار زمین ہمارے ریاست میں جنگلاتی رقبہ (۱۲۰,۲۶,۰۰۰) ایکڑ پر پھیلا ہوا
ہے۔ ریاست میں بڑی بنانے کے پتہ علاقہ تلنگانہ میں بہت ملتے ہیں اس
کے علاوہ علاقہ تلنگانہ کے بعض اضلاع میں موسمی کے جنگلات ہیں جن سے
شراب تیار کی جاتی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ تلنگانہ علاقہ کی
زمین میں پانی بہت جلد جذب ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہاں جگہ جگہ تالاب
بنائے گئے ہیں۔ تاکہ پانی جمع کر کے کھیتی باڑی کے کام میں لایا جائے۔ ملک
کی سابق وزیر اعظم مرحومہ محترمہ اندرا گاندھی اس ریاست کے چارچوک

حلقہ میک سے رکن پارلیمنٹ بھاری اکثریت سے ۱۵ جنوری ۱۹۸۰ء کو منتخب ہوئے تھے۔ ریاست میں جنس کی تبدیلی کا پہلا آپریشن عثمانیہ دو خانہ حمید آباد میں سیول سرجن ڈاکٹر جی بشیام سنگھ نے ماہ جولائی ۱۹۸۰ء میں کیا۔ ملک میں پہلی مرتبہ ماہ اربیل ۱۹۹۰ء میں ایالو ہسپتال حیدرآباد کے ڈاکٹر پی وی راماکمار سرجن مریض کو خون چڑھائے بغیر ایک بڑی دوشین ہارٹ سرجری انجام دی۔ اس ریاست میں سال ۱۹۵۶ء سے لے کر سال ۱۹۸۳ء تک جملہ (۶۵۳) قلعے قائم تھے جو اب (۱۱۰۴) منڈلس میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ اس وقت پوری ریاست میں پولیس اسٹیشنوں کی تعداد (۱۵۳۴) ہیں جب کہ لوٹ پورٹ پولیس اسٹیشنوں کی جملہ تعداد (۶۵) اور پولیس جوائنوں کی جملہ تعداد (۸۵۹ و ۵۸) ہیں فی الوقت ریاست کے تقریباً (۶) سو منڈلوں میں پولیس اسٹیشن موجود ہیں۔ جنوب وسطی ریلوے (ساؤتھ سنٹرل ریلوے) سکندرآباد کے تحت پوری ریاست میں تقریباً (۷) سو ریلوے اسٹیشن قائم ہیں۔ اس ریاست کا سب سے بڑا ریلوے جنکشن ”وجئے وارڈھ“ ہے۔ اندھرا پردیش میں ریاستی آنر فی ٹیسی ٹیسس روزانہ ۱۲ لاکھ کلومیٹر کا احاطہ کرتی ہیں جن کے ذریعہ تقریباً ایک کروڑ مسافرین کو ان کی منزل مقصود کو پہنچایا جاتا ہے۔ جب کہ ریاست میں (۱۷) ایس ڈیوڈ اور (۷) علاقائی ورکشاپس کام کر رہے ہیں۔ یہیل تھریا میں آنر فی ٹیسی ٹیسس کی تقریباً (۱۵) ہزار ہے اور اس محکمہ میں کام

کرنے والوں کی جملہ تعداد ایک لاکھ (۱۲) ہزار (۹۲۱) ہیں۔ جب کہ ریاست
 بھر میں (۳۸۶) بس اسٹیشن اور ایک ہزار سے زائد بس شطرس قائم ہیں۔
 اس وقت ریاست کے ضلع نظام آباد میں جو گنوں کی تعداد تقریباً
 (۱۰) ہزار ہیں جب کہ حیدر آباد میں (۳) سو اور ریاست کے دیگر اضلاع
 عادل آباد، میدک، کریمنگر اور کرنول میں بھی رہتی و بستی ہیں۔ اس
 سماجی برائی کو دور کرنے کے لئے ریاست کی سابقہ گورنر مسز کمودین
 جوشی نے کافی اقدامات کئے تھے جن سے وہ اپنی زندگی سنی خوشی
 سے گزار سکے اور سماج میں ایک ادنیٰ مقام پاسکے۔ پوری ریاست
 میں عوام کی تفریح کے لئے اس وقت تقریباً (۲,۰۰۰) سینما گھر
 موجود ہیں اس کے علاوہ فلموں کی فلم بندی کے لئے حیدر آباد کے منتر
 پر جملہ (۶) فلمی اسٹوڈیوز قائم ہیں۔ جن میں انا پورنا،
 پیدمالیہ، بھگیا گنکر، راماکرشنا، سارہ تھی اور رامانا میو کے علاوہ
 (۲) پروڈیوسنگ کمپنیاں پیریز اور ایک علاقائی فلم سنٹر بورڈ بھی قابل
 ذکر ہے۔

ہماری ریاست کے علاقہ تلنگانہ میں اب تک ریلوے
 کے (۵) بڑے حادثے رونما ہوئے جن میں تقریباً (۱۲۰۳) افراد
 کی جانیں ضائع ہوئیں۔ پہلا حادثہ ۱۹۵۴ء میں "لنک
 ایکسپرس" کے انجن جو حیدر آباد سے قاضی پورٹ روانہ ہوئی تھی۔
 وہ جینگاؤں (ضلع ورنگل) کے قریب آلیر میں ایک پل کو عبور

ریاستی حکومت نے (۱۱) اضلاع میں جاریہ سال سے (۴۲) کروڑ
 کے مصارف سے خواندگی پر دگرام "اکھترا جیوتی" شروع کی ہے۔ اس
 سٹ میں مرکزی اور ریاستی حکومت کا برابر کا حصہ ہے

ریاست میں جملہ مواضع (۲۷) ہزار (۳۷۹) بلدیات کی
 تعداد (۸۴) جملہ میونسپل کارپوریشنوں کی تعداد (۳) سرکاری دواخانوں
 کی تعداد (۳) ہزار (۳۸۹) سرکاری حیوانات کے دواخانوں کی جملہ
 (۵) ہزار (۲۶۲) راشن کی دوکانوں کی جملہ تعداد (۳۵)
 (۴۸۷) کتب خانوں کی جملہ تعداد ایک ہزار (۷۳۷) اور تملہ

س کی جملہ تعداد (۱۶) ہزار (۱۳۶) ہے۔ سال ۱۹۸۵ء کے دوران
 مراپر دیش قانون ساز کونسل کو تلگو دیشم حکومت نے اس
 ضروری تصور کرتے ہوئے ریاستی خرچ کم کرنے کے بہانے سے
 ف کر دیا۔ اس کونسل کے اراکین کی جملہ تعداد (۹۰) ہے جن
 سے (۷۸) منتخب اور باقی (۱۲) نامزد کردہ ہوتے ہیں۔ منتخب اراکین
 سے (۳۷) کو اراکین اسمبلی اور (۳۷) کو مقامی کمیٹیوں کے ارکان (۸)
 اس اور باقی (۸) کو گریجویٹس منتخب کرتے ہیں جب کہ ریاستی
 (۱۲) ارکان کو حکومت کی سفارش پر نامزد کرتے ہیں۔ ۱۶ ستمبر
 ۱۹۸۵ء کو ریاست آندھرا پردیش نہیں بلکہ ملے جنوبی ہند میں بقی کی
 ار کے سلسلہ میں ایک تاریخ ساز طعن ثابت ہوا۔ جب کہ قدرتی
 کی مدد سے ضلع مغربی گوداوری میں و جیشورم کے مقام پر برقی کی پیداوار

کا آغاز ہوا۔ اس ریاست کی تشکیل کے بعد سے پہلے سے ڈاکٹر
بی۔ گوپال ریڈی نے تلگو میں ”علامہ اقبال“ پر پہلی کتاب شائع کی۔

ریاست کی آبادی

یکم مارچ ۱۹۹۱ء کو ریاست کی آبادی (۶) کروڑ (۶۳) لاکھ
(۴) ہزار (۸۵۴) ریکارڈ کی گئی۔ جن میں مردوں کی تعداد (۳) کروڑ
(۳۶) لاکھ (۲۳) ہزار (۷۲۸) اور عورتوں کی تعداد (۳) کروڑ (۳۶)
لاکھ (۸۱) ہزار (۱۱۶) ہیں۔ علاقہ تننگاٹنہ کی آبادی جس کا رقبہ ساری
ریاست کے مجموعی رقبہ کا (۷۵) فیصد ہے۔ ریاست کی مجموعی آبادی
کا (۷۱) فیصد (۳۹) فیصد ہے صرف (۴) اضلاع پر مشتمل علاقہ رائلیہ گاؤں
آبادی جس کا رقبہ (۲۴) فیصد ہے آبادی (۵۹) فیصد ہے۔
جبکہ علاقہ آندھرا کا رقبہ (۳۳) فیصد ہے آبادی (۲۴) فیصد ہے
آبادی کے لحاظ سے آندھرا پردیش ملک کی (۵) ویں بڑی ریاست ہے۔ آبادی پر
اضافہ کی شرح کے معاملہ میں علاقہ تننگاٹنہ کو ریاست کے دوسرے دو علاقوں پر سبقت
حاصل ہے۔ اس وقت پوری ریاست میں خواندہ افراد کی تعداد (۴۵) فیصد ہے
جب کہ سال ۱۹۸۱ء کے دوہلے (۳۵) فیصد تھی۔



سال	آبادی
۱۹۰۱ء	۱,۹۰,۶۵,۹۲۱
۱۹۱۱ء	۲,۱۴,۴۷,۴۱۲
۱۹۲۱ء	۲,۱۴,۲۰,۴۴۸
۱۹۳۱ء	۲,۴۲,۵۳,۵۷۳
۱۹۴۱ء	۲,۷۲,۸۹,۳۴۰
۱۹۵۱ء	۳,۱۱,۱۵,۲۰۹
۱۹۶۱ء	۳,۵۹,۸۳,۴۴۷
۱۹۷۱ء	۴,۳۵,۰۲,۷۰۸
۱۹۸۱ء	۵,۳۴,۰۳,۶۱۹
۱۹۹۱ء	۶,۶۳,۰۴,۸۵۴

صدر مقام "حیدرآباد"

ریاست آندھرا پردیش کا صدر مقام "حیدرآباد" ہے جو ایک نہایت خوبصورت شہر ہے جو سطح سمندر سے ایک ہزار (۱۰۰۰) فٹ کی بلندی

پر موسیٰ ندی کے کنارے واقع ہے۔ حیدر آباد (۱۲۰۰ سال سے مسلم تہذیب کے
 ماحول میں رنگا ایک پرانا شہر ہے۔ حیدر آباد کی بنیاد قلعہ گو لکٹ (۱۵۹۱ء)
 (۱۵) ویں بادشاہ سلطان محمد تلی قطب شاہ نے اپنی محبوبہ ”بھاگ متی“
 کے نام پر ۱۵۹۰ء میں ”بھاگیتہ نگر“ کے نام پر رکھا۔ پھر اس کا نام ۱۵۹۱ء
 میں ”حیدر آباد“ ہوا۔ حیدر آباد کا نام پیغمبر اسلام (حضرت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم) کے داماد حضرت علیؑ کے ایک نام ”حیدر“ پر مبنی ہے
 جسے مشیخہ قوم میں کلیدی و نخوری حیثیت حاصل ہے۔ یہاں قدیم یادگاروں
 اور عمارتوں کی بہتات ہے جو ماضی کی عظمت شان و شوکت اور جدید تہذیب و
 تمدن کی اہمیت دار ہیں۔ ریاست آندھرا پردیش کی تشکیل کے وقت
 حیدر آباد کی آبادی تقریباً (۱۱ لاکھ تھی۔ اور آج (۲۰۲۱ء) لاکھ کے قریب
 پہنچ گئی ہے۔ حیدر آباد کی آہل ہوا سال تمام محفل رہتی ہے۔ حیدر آباد
 دراصل گنگا جمینی تہذیب کی ایک اہم شاخ ہے۔ سرزمین حیدر آباد کو
 اس اعتبار سے ہی خصوصی تقدیس اور اہمیت حاصل ہے کہ کئی اولیائے
 کرام نے اپنی مثالی اور لونیائی زندگی میں اپنے فیوض و برکات سے اس سرزمین
 کو نوازا۔ ہزاروں لاکھوں بندگان خدا کے قلوب کو متور کیا۔ اور صراطِ مستقیم
 پر چلنے کے لئے ان کی رہنمائی کی اور آج بھی ان اولیائے کرام کی مہر خرمی آرام
 گاہیں و زیارت گاہ خاص و عام یہاں بنی ہوئی ہیں۔ صاحبِ دل اور صاحبِ فکر
 و نظر عقیدت مند ان درگاہوں پر حاضری دیتے ہیں اور منہ مانگی مرادیں پاتے
 اور زندگی کی گمٹیوں کو سلجھانے میں روحانی رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ یہ شہر

جملہ ایک سو پندرہ حلقہ حیات پر مشتمل ہے۔ یہاں ۲ اگست ۱۹۸۱ء
 کو "حیدر آباد این ڈیوٹیمینٹ اتھارٹی" کا قیام عمل میں آیا۔ شہر
 حیدر آباد میں (۲۰) ہزارہ (۲۲۳) ایکڑ رقبہ مجلس بلدیہ حیدر آباد کے
 دائرہ اختیار میں اور (۳) لاکھ (۲۵) ہزارہ (۱۴۶) ایکڑ رقبہ حیدر آباد
 این ڈیوٹیمینٹ اتھارٹی کے دائرہ اختیار میں ہے۔ مجلس بلدیہ حیدر آباد
 فی سڑکوں کی جملہ طوالت (۲۳۵) کلومیٹر ہے۔ یہاں پر (۳۵۰) روڈ
 جنکشن ہیں۔ شہر حیدر آباد کے مستقر پر ہر سال اوسطاً ایک ہزار حادثے
 ہوتے رہتے ہیں۔ شہر حیدر آباد میں اسوقت آر۔ ٹی۔ سی کی ۷ اسوسٹیوں
 روزانہ چلائی جاتی ہیں جس سے (۳۰) لاکھ افراد استفادہ حاصل کرتے ہیں
 جبکہ یہاں پر (۱۵) سی ٹی بس ڈیوڑ کام کر رہے ہیں۔ ماہ مارچ ۱۹۸۱ء کے
 تک شہر حیدر آباد و سکندر آباد میں گاڑیوں کی تعداد (۴) لاکھ (۶۷) میں
 ہزارہ (۳۰۸) تھی۔ شہر حیدر آباد کے محلہ انگوڑہ
 بھی آر مینیاٹی (روسی جمہوریہ) کے باقیات موجود ہیں جبکہ جہاں نمایاں
 میں پر تگالی آثار موجود ہیں۔
 حیدر آباد کو نہ صرف ریاست آندھرا پردیش کا صدر مقام ہونے
 کا اعزاز حاصل ہے بلکہ اس شہر میں بڑی تعداد میں موجودہ جامعات
 کے لحاظ سے اسے ملک کے دیگر شہروں بہ مشمول دہلی میں اعلیٰ مقام حاصل
 ہے۔ صرف حیدر آباد میں اسوقت (۷) جامعات ہیں جبکہ دہلی میں
 صرف (۶) جامعات ہیں۔ حیدر آباد کو سارے ملک کے شہروں میں آبادی کے لحاظ سے

(۵) وہی مقام حاصل ہے۔

سال	آبگاہی
۱۹۰۱ء	۴, ۲۸, ۴۶۶
۱۹۱۱ء	۵, ۰۲, ۱۰۴
۱۹۲۱ء	۴, ۰۵, ۶۳۰
۱۹۳۱ء	۴, ۶۶, ۸۹۴
۱۹۴۱ء	۷, ۳۹, ۱۵۹
۱۹۵۱ء	۱۱, ۲۹, ۴۶۴
۱۹۶۱ء	۱۳, ۵۱, ۱۱۹
۱۹۷۱ء	۱۶, ۸۲, ۵۳۷
۱۹۸۱ء	۲۲, ۷۹, ۳۸۷
۱۹۹۱ء	۴۲, ۷۰, ۰۰۰

حیدرآباد میسر بلده کی فہرست

سال	نام
۱۹۵۲ء تا ۱۹۵۴ء	مستر ایم مختار راؤ
۱۹۵۴ء تا ۱۹۵۵ء	مستر ڈی۔ سنگھ
۱۹۵۵ء تا ۱۹۵۶ء	مستر شہاب الدین احمد خاں

۱۹۵۸ء تا ۱۹۵۶ء
 ۱۹۵۹ء تا ۱۹۵۸ء
 ۱۹۶۰ء تا ۱۹۵۹ء
 ۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۰ء
 ۱۹۶۲ء تا ۱۹۶۱ء
 ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۲ء
 ۱۹۶۴ء تا ۱۹۶۳ء
 ۱۹۶۵ء تا ۱۹۶۴ء
 ۱۹۶۶ء تا ۱۹۶۵ء
 ۱۹۶۷ء تا ۱۹۶۶ء
 ۱۹۶۸ء تا ۱۹۶۷ء
 ۱۹۶۹ء تا ۱۹۶۸ء
 ۱۹۷۰ء تا ۱۹۶۹ء
 ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۰ء
 ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۱ء
 ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۲ء
 ۱۹۷۴ء تا ۱۹۷۳ء
 ۱۹۷۵ء تا ۱۹۷۴ء
 ۱۹۷۶ء تا ۱۹۷۵ء
 ۱۹۷۷ء تا ۱۹۷۶ء
 ۱۹۷۸ء تا ۱۹۷۷ء
 ۱۹۷۹ء تا ۱۹۷۸ء
 ۱۹۸۰ء تا ۱۹۷۹ء
 ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۰ء
 ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۱ء
 ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۲ء
 ۱۹۸۴ء تا ۱۹۸۳ء
 ۱۹۸۵ء تا ۱۹۸۴ء
 ۱۹۸۶ء تا ۱۹۸۵ء
 ۱۹۸۷ء تا ۱۹۸۶ء
 ۱۹۸۸ء تا ۱۹۸۷ء
 ۱۹۸۹ء تا ۱۹۸۸ء
 ۱۹۹۰ء تا ۱۹۸۹ء
 ۱۹۹۱ء تا ۱۹۹۰ء

مسٹر گلشن لال
 مسٹر کرشنا سوامی
 مسٹر روشن علی خاں
 مسٹر ڈی وی پرکاش
 مسٹر رامانورثی نائیڈو
 مسٹر آر کے دیوی
 مسٹر عینی لال گپتا
 مسٹر شبیم آرشیما راؤ
 مسٹر سرد جتی پلاریڈی
 مسٹر اکبر علی ناصر
 مسٹر کوٹاریڈی
 مسٹر بی۔ کمود نائیگ
 مسٹر بی۔ لکشمی نالائیٹا
 مسٹر کے پرکاش راؤ
 مسٹر ایم کے۔ بیسین
 مسٹر ای۔ سستی نالائیٹا
 مسٹر میر ذوالفقار علی
 مسٹر عالم بیلی پوچیا

”اردو“ ریاست کی دوسری اہم زبان

اس ریاست کی موجودہ زبان تنگڑ ہے جسے مشرق میں اٹالوی زبان کہا جاتا ہے۔ ریاست آئندہ اپوزیشن کی تشکیل دینے سے پہلے ریاست حیدر آباد کی سرکاری زبان اردو تھی۔ اس وقت ریاست کے علاقہ تنگڑگانہ کے نو اضلاع اور علاقہ آندھرا کے تین اضلاع گنٹور، کرنول اور کرٹیم کو آج بھی اردو زبان کے مراکز میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ان مختلف اضلاع کے اردو بولنے والوں کی قابل لحاظ آبادی ہے اور جوہل اردو کا استعمال عام ہے اور عوام کی بڑی تعداد اسے سمجھتی اور بولتی ہے۔

ہندوستان میں اردو زبان کو جو تین بڑے مراکز ہیں ان میں ایک حیدر آباد بھی ہے اردو شاعری کا پہلا صاحب و لیون محمد عتی قطب شاہ کا تعلق اس ریاست سے تھا اور اسکی پیدائش بھی حیدر آباد میں ہی ہوئی تھی۔ یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس ریاست کے پہلے وزیر اعلیٰ محترم تسلیم سنجیدار ریڈی نے اردو کو ریاست کی دوسری بڑی سرکاری زبان قرار دیا اس کے بعد کے ریاستی وزیر اعلیٰ محترم ڈی۔ سنجیو یا نے اردو کے سرکاری استعمال کا حکمنامہ جاری کیا۔ محترم کے برہانند ریڈی نے ریاست کے سرکاری زبان قانون میں اردو کے موقف کی صراحت کی۔ مرحوم ریاستی وزیر اعلیٰ محترم ٹی۔ ایچیا جوار دو کے دور میں ہمدرد اور بھی خواہ تھے، انہوں نے اپنے دور حکومت میں ریاست کے اردو کے نامور و ممتاز موسیقار مرحوم محترم عزیزہ خاں وارثی کو ”راج گائیک“ اور اردو کے ممتاز

و نامور شاعر مرحوم محترم اوج یعقوبی کو ”ملک الشعراء“ کا درجہ دیا تھا اور اس کے علاوہ ریاست کے صدر مقام حیدرآباد میں ہر سال لوم آنادی پر اردو مشاعرے کا انعقاد اور لوم جمہوریہ کے موقع پر اردو تہذیبی پروگرام کی ابتدا کی۔ اردو کے بیباک شاعر مرحوم محترم مخدوم محی الدین کا تعلق اس ریاست سے ہے جنھوں نے ریاست میں اردو کے لئے کئی نمایاں کام انجام دیئے تھے۔ ریاست میں اس وقت (۱۹۴۲ء) لاکھ اردو داں موجود ہیں ریاست میں اردو زبان کے فروغ، تحفظ اور اردو ادب و رسم الخط کی ترقی اور اردو ادبی کتابوں کی اشاعت کے لئے سال ۱۹۴۸ء میں حکومت آئندہ را پر دیش کی جانب سے اردو اکیڈمی قائم کی گئی۔ اس وقت ریاست میں اردو اکیڈمی کے تحت تین علاقائی مراکز (دو جے وارڈ، کرنول اور نظام آباد) اور چھ ضلعی مراکز (نھم، کدیری، وردنگل، محبوب نگر، نندیال اور کرطاپہ) کام کر رہے ہیں۔

کانگریس کے (۳۶) سالہ دور کا خاتمہ اور

دوبارہ آغاز : ریاست آئندہ را پر دیش میں یکم نومبر ۱۹۵۶ء سے ۸ جنوری ۱۹۸۲ء تک کانگریس حکومت نے اپنا اقتدار سنبھالا اس دور میں جملہ (۹) ریاستی وزیر اعلیٰ گزرتے جن میں مسز نہ نیلم، سنجیو اریڈی (۱۹۶۰ء-۱۹۵۶ء) اور (۶۴-۱۹۶۲ء) ڈی۔ سنجیو (۶۲-۱۹۶۰ء) کے برہما نند ریڈی (۶۱-۱۹۶۴ء)، بی۔ وی۔ نہ سہاراؤ (۶۳-۱۹۶۱ء) جے۔ وینگل راؤ (۶۸-۱۹۶۴ء)، ڈاکٹر تیم۔ چنار ریڈی (۸۰-۱۹۶۹ء) بی۔ انجیا (۸۲-۱۹۸۱ء) بی۔ دینکٹھ (۸۴ صرف ۷ ماہ کے لئے) اور

دو بجے بھاسکر ریڈی (صرف ۴ ماہ کے لئے) قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۷۱ء سے
 ۹ دسمبر ۱۹۷۲ء تک اس ریاست میں صدر راج نافذ رہا۔ ۱۹۷۱ء سے
 ۱۷ اگست ۱۹۸۲ء میں کانگریس حکومت کا اقتدار ختم ہو گیا۔ اسکی جگہ ریاست کی نئی
 علاقائی پارٹی "تھلگوڈیشم" نے سنبھالی اور محترم این۔ ٹی۔ رامارادو کو ریاست
 کا وزیر اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ اس وقت ریاست کے گورنر محترم رام لال تھے۔ یہ
 بات دلچسپ ہے کہ ریاست میں کسی بھی وزیر اعلیٰ نے اپنی پوری معیاد مکمل نہیں
 کی اور (۵) سال تک کام نہیں کیا۔ البتہ محترم کے۔ بی۔ جھاندریڈی نے اس عہدے
 میں جملہ (۸) سال تک کام کرتے رہے۔ دراصل وہ محترم خلیفہ سنجیواریڈی کے
 جانشین بن کر آئے تھے اس طرح نصف معیاد محترم خلیفہ سنجیواریڈی کی تھی۔
 ۱۶ اگست ۱۹۸۲ء میں تھلگوڈیشم پارٹی کے داخلی اختلافات کے باعث
 یہ پارٹی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک گروپ کے قائد محترم این۔ ٹی۔ رامارادو اور
 دوسرے گروپ کے محترم سین۔ بھاسکر راؤ کی قیادت میں کام کر رہا تھا۔ چنانچہ اس
 اختلافات کے باعث محترم این۔ ٹی۔ رامارادو کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور محترم
 سین۔ بھاسکر راؤ کو ریاستی گورنر محترم رام لال نے ریاست کا نیا وزیر اعلیٰ مقرر کیا
 اس تبدیلی کے بعد محترم سلطان صلاح الدین ابولسی کو قدیم رکن اسمبلی ہونے کی بنیاد
 پر ریاستی گورنر نے ریاستی اسمبلی کا عارضی اسپیکر مقرر کیا لیکن سیاسی آڈار پر چھاؤ دو
 بدلتے ہوئے حالات میں مسٹر این۔ ٹی۔ رامارادو ایک ماہ بعد دوبارہ ریاست کے وزیر
 اعلیٰ بن گئے۔ بعد ازیں ماہ نومبر ۱۹۹۰ء میں ریاست بھر میں پارلیمانی و اسمبلی کے
 عام انتخابات کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں تھلگوڈیشم پارٹی اور کانگریس پارٹی

کے درمیان سخت ترین مقابلہ رہا۔ اور ماہ جنوری ۱۹۹۰ء میں تلگو دیشم پارٹی حکومت کے (۵) سالہ دور کا خاتمہ ہو گیا اور کانگریس آئی پارٹی ریاست میں دوبارہ جبراً اقتدار پر آ گئی۔

ریاست میں ”صحافت“ کا مقام

سریاکست آندھرا پردیش میں ”صحافت“ نے کافی ترقی کی ہے اور یہاں صحافتی اقتدار بہ وان چڑھ رہا ہے۔ شہر حیدرآباد میں کلکتہ سے زیادہ اخبارات شائع ہوتے ہیں حالانکہ کلکتہ کی آبادی حیدرآباد سے تین گنا زیادہ ہے۔ کیوں کہ اس ریاست کے تعلیم یافتہ شہری اخبار بینی کے شوقین معلوم ہوتے ہیں۔ پوزی ریاست میں اس وقت تلگو نیوز پیپر انڈسٹری آگے بڑھنے کی کوشش میں نظر آتا ہے۔ شہر حیدرآباد کے علاوہ جسے واڈہ، دشا کھا پیٹم، تروچی اور انت پور سے متعدد تلگو اخبارات اور رسائل شائع ہوتے ہیں تلگو روزناموں کے ایک سے زیادہ ایڈیشن ہیں جن میں ”دینا ڈو“ کے فی الوقت (۵) ایڈیشن، ”آندھرا جیوتی“ کے (۲) ایڈیشن، ”آندھرا جھوی، اودیم اور آندھرا پربھا کے (۳) ایڈیشن، ”آندھرا پتریکا“ کے (۲) ایڈیشن اور اس کے علاوہ انگلش روزناموں کے ایک سے زائد ایڈیشن ہیں جن میں نیوز ٹائم کے فی الوقت (۵) ایڈیشن، ”دکن گرانیکل“ و ”انڈین ایکسپریس“ کے (۳) اور ”دی ہندو“ کے (۲) ایڈیشن شامل ہیں۔

ہماری ریاست کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ ملک میں پہلی بار تلگو روزنامہ،

اجنات رنگین طباعت پر شائع ہو رہے ہیں جن سے ان کی خوبصورتی میں مزہ اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ ریاست کے صدر مقام حیدرآباد سے دو انگلش شائع سٹیزن ویلیج اور (۳) تلگو شائع منامے آندھرا پتریکا، سائینکالم اور لپورڈ شائع ہوتے ہیں۔ ریاست کے بعض اضلاع سے تقریباً (۲۲) روزنامے تلگو وار دو بھی شائع ہوتے ہیں جن میں وجے واڈھ سے (جنتا) پرجاشکتی، اور ویشال آندھرا (ویشاک) پیٹم سے (وجیاہاتو) کاکناڈا سے (سرکار اکسپریس) راجندر دی سے (کوٹا وانی) اور سماچارم) ایلور سے (ایلو ٹائمز) دتناگر بھا، گنٹور سے (تلگو جوائنٹی)، تلگڈھ سے (پرجا لورام) اور نگل سے (ورنگل وانی)، کریمنگر سے (جیوا گنٹ) کرنول سے (کرنول ٹائمز) آجولا اور نظام آباد سے (پودو اور جنت) بھو، ملاش اور نظام آباد ٹائمز) شامل ہیں۔ یہاں اس بات کا ذکر لازمی ہو گا کہ سال ۱۹۵۸ء میں بمبئی دھوا اشترا) سے تلگو کا پہلا ہفتہ وار اخبار ”آندھرا پتریکا“ کی اشاعت عمل میں آئی جو بعد میں سال ۱۹۶۲ء میں روزنامہ اخبار کی شکل اختیار کر گیا اس کے ایڈیٹر مسٹر کے۔ ناگیشور راؤ تھے جن کا انتقال ۱۹۶۸ء میں ہوا۔

ملک میں اردو کے سب سے زیادہ اخبارات (روزنامے) ہفتہ وار اور ماہنامہ ریاست آندھرا پردیش سے شائع ہوتے ہیں۔ اس امر کا انکشاف پریس رجسٹر آف انڈیا کی ۲۸ ویں سالانہ رپورٹ سے ہوا ہے۔ جنوبی ہند کی (۴) ریاستوں میں کیرالا کو چھوڑ کر باقی (۵) ریاستوں میں اردو کے اخبارات و رسائل شائع ہوتے ہیں جن میں ریاست آندھرا پردیش کا (۸۰) فیصد حصہ ہے۔ اس ریاست میں کثیر تعداد میں شائع ہونے والے اردو روزنامے اخبارات میں ”سیاست“، ”نمائے دکن“ اور

مصنف شامل ہیں۔ جو اردو کمپیوٹر پر طباعت کر کے شائع کئے جا رہے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر اردو روزنامہ اخبارات میں دانگلے، عیسائی محاذ، حق بات، آئینہ حیدر آباد، شعاع ہند، نوید دکن اور بھاگپتھر شامل ہیں۔ یہاں پر دو قومی نیوز ایجنسیاں پریس ٹرسٹ آف انڈیا اور نیوز اینڈ نیوز آف انڈیا (دو یو این آئی) کی شاخیں کام کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ علاقائی نیوز سروس میں اسوسی ایٹڈ نیوز سروس، بھارت نیوز سروس، دکن نیوز سروس، نیوز ٹرسٹ آف انڈیا، نیوز سروس بنگلہ دیش، اور نیٹ نیوز سروس، دکن سماچار اور گریٹ نیوز سروس قابل ذکر ہیں سال ۱۹۸۶ء کے دوران ریاست میں روزنامہ اخبارات کی تعداد (۶۵۹) ہفتہ وار کی تعداد (۴۱) سو اور سہ روزہ کی تعداد (۱۷۵) تھی۔ یہاں پر بات بے محل نہ ہوگی کہ جمادی ریاست سے سال ۱۹۸۶ء میں جملہ (۱۱۸) اردو ہفتہ وار اخبارات شائع ہوتے تھے جن میں اکثر اب دم توڑ چکے ہیں اور جو اخبارات اب شائع ہو رہے ہیں ان کے ایڈیٹر دن رات کی جدوجہد کے بعد اپنے اردو ہفتہ وار اخبارات کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

اس وقت پوری ریاست میں اخبارات کا مطالعہ کرنے والوں کی تعداد کیرالا کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ ریاست کے (۵۰) لاکھ بالغ مرد و خواتین اخبارات و رسائل کا مطالعہ کیا کرتے ہیں ان میں تلگو اخبارات کے قاریوں کی تعداد (۹۸۵) فی صد، انگلش (۱۲۷) فی صد اور اردو (۷) فی صد قابل ذکر ہے۔ تلگو اخبارات و رسائل کے دو تہائی قارئین ریاست کے بڑے شہروں میں

مقیم ہیں۔ اور جبکہ انگلش اخبارات کے (۹۱) فی صد قارئین شہری علاقوں کے ہی ہیں۔ اس وقت ساری ریاست میں (۶۶) فی صد قارئین مختلف زبانوں کے اخبارات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اخبارات کے مطالعہ کے عادی افراد میں (۹۴) فی صد گریجویٹس ہیں۔ حیدرآباد و سکندرآباد میں (۷۴) فی صد بالغ افراد انگلش (۳۶) فی صد افراد تلگو افراد (۱۸) فی صد افراد اردو اخبارات و رسائل کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اردو اخبارات و رسائل کا مطالعہ کرنے والوں میں شہری علاقوں کے (۵۵) فی صد افراد، اور دیہی علاقوں کے (۲۵) فی صد بالغ افراد عادی ہیں۔

ریاست میں جرنیلز کم کورس کے مراکز

مركز کا نام	ڈگری کا نام	مقام	افتتاح
عثمانیہ یونیورسٹی	بی سی جے اور ایم سی جے	حیدر آباد	۱۹۵۴ء
یضاد تہ ودیا جھون	ڈپلوما	حیدر آباد	۱۹۷۱ء
یدماوتی جھیل یونیورسٹی	بی سی جے	ترہ وستی	۱۹۸۲ء
آندھرا پردیش ایس یونیورسٹی	ڈپلوما	حیدر آباد	۱۹۸۶ء
تلگو یونیورسٹی	بی سی جے	حیدر آباد	۱۹۸۹ء

۱۰۔ خطائیدہ نو رسی سے شعبہ کمیونسٹوں کی اس کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

تلگو زبان و تہذیب کی ترقی

سابقہ ریاستی حکومت ”تلگو ڈیشم پارٹی“ نے تلگو زبان کے تہذیبی ورثے کو فروغ دینے کے لئے ۱۰ اگست ۱۹۸۶ء کو ودیا تگمہ (حیدرآباد) میں ”تلگو یونیورسٹی“ کا ریاستی وزیر اعلیٰ محترم این ٹی راما راؤ نے سنگ بنیاد رکھا تھا۔ تلگو زبان کی ترقی کے لئے ریاست میں قائم کردہ تنظیم ”تلگو بھاشا سمیٹی“ کا اس نئی یونیورسٹی میں انضمام عمل میں آیا۔ ریاست کے تمام تہذیبی اور آرٹ اکیڈمیوں کو اس تلگو یونیورسٹی میں ضم کر دیا گیا ہے۔ محترم کے برہما نند ریڈی سابقہ ریاستی وزیر اعلیٰ نے اپنے دور حکومت میں حمایت نگہ حیدرآباد کے مقام پر تلگو زبان کو فروغ دینے کے لئے ”تلگو اکیڈمی آف ڈھارم پور“ کا قیام عمل میں لایا اور اس کے علاوہ محترم جے۔ ویگل راؤ سابقہ وزیر اعلیٰ نے اپنے دور حکومت میں ۱۰ اپریل ۱۹۷۵ء کو حیدرآباد میں بین الاقوامی سطح پر ”پہلی تلگو کانفرنس“ کا انعقاد عمل میں لایا جس کا افتتاح محترم بی۔ ڈی جیٹی سابقہ نائب صدر جمہوریہ ہند نے کیا اس کے بعد از پانچ ماہ کے اندر ۸ دسمبر ۱۹۷۵ء کو عثمانیہ یونیورسٹی (حیدرآباد) کے احاطے میں ”انٹرنیشنل تلگو انسٹیٹیوٹ“ کا قیام عمل میں آیا اور دوسری بین الاقوامی سطح پر دوسری تلگو کانفرنس کا انعقاد کو الالمپور (ملیشیا) میں ۴ اپریل ۱۹۸۱ء کو عمل میں آیا۔ ریاست میں تلگو کے بے باک و نامور دو شاعر گذرے ہیں جن میں ”سری سری“ اور ”غلام السین“ قابل ذکر ہیں جنہوں نے

ریاست میں تلگو ادب کو زندہ رکھنے کے لئے کافی نمایاں کام انجام دئے ہیں۔
۹ اگست ۱۹۴۹ء کو ریاست میں تلگو میں پہلا عدالتی فیصلہ ایڈیشنل منصف
مجسٹریٹ نندیال (ضلع کرنول) محترم قادر علی محمد الدین نے سنایا۔

ریاست میں ریڈیو ویسٹیشنوں کا قیام

شہر حیدرآباد میں ایک خانگی کمپنی نے سیف آباد کے مقام پر سال ۱۹۳۳ء
میں ایک ریڈیو اسٹیشن قائم کیا تھا اسے نظام حکومت نے سال ۱۹۳۵ء
میں اپنے قبضہ میں کر لیا اور سال ۱۹۳۹ء میں اس ریڈیو اسٹیشن کا نام ”دکن
ریڈیو اسٹیشن“ رکھا گیا بعد ازیں سال ۱۹۴۸ء میں ”وجئے واڑہ“ کے مقام
پر مرکزی حکومت کی جانب سے ایک ریڈیو اسٹیشن قائم ہوا جس کا نام
”آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن“ رکھا گیا۔ یکم مارچ ۱۹۵۰ء میں ”دکن ریڈیو
اسٹیشن“ حیدرآباد کا نام بدل کر ”آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن“ حیدرآباد کر دیا گیا مرکزی
حکومت کی جانب سے پوری ریاست میں اس وقت جملہ (۱۱) ریڈیو اسٹیشن
کام کر رہے ہیں جن میں حیدرآباد، وجئے واڑہ، ویشاکھاپٹم، کرپہ، کرنول
عادل آباد، کتہ گوڑم، ورننگل، نظام آباد، تتر و پتی، اور انت پور قابل ذکر ہیں
عنقریب مرکاپور میں بھی آل انڈیا ریڈیو اسٹیشن کی عمارت کا کام جلد مکمل کر لیا
جائے گا۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو ملک پیٹ (حیدرآباد) کے مقام پر مرکزی حکومت کی جانب سے ریاست کا پہلا ٹی۔ وی اسٹیشن کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ حیدرآباد ٹی۔ وی اسٹیشن ملک کا (۱۴) واں ٹی وی اسٹیشن ہے اس کے علاوہ ریاست کے اہم شہروں کے مستقروں پر ٹی وی ریڈیو اسٹیشنوں کا قیام بھی عمل میں آیا جن میں نظام آباد، ورننگل، کرمینگر، محبوب نگر، وجے وڑھ و شا کھا یتم، کرنول، نیلور، ترویتی، کرطیہ، راجمندری، انت پور، اونگول، کاکا ناڈا، پور وٹور، کھم اور ادوٹی شامل ہیں۔ اس وقت پوری ریاست میں (۲۹) فی صد افراد ٹی وی پر روزانہ مختلف پروگرامس دیکھتے ہیں۔

ریاست میں صنعتی ترقی

گزشتہ (۳۵) سال کے دور ان ریاست نے بلاشبہ زبردست ترقی کی ہے اس کے باوجود یہ ترقی عوام کی توقعات کے مطابق نہیں رہی کئی بڑی اور چھوٹی صنعتیں قائم ہوئیں۔ زراعت اور برقی کی پیداوار خاطر خواہ رہی۔ ناگر جناساگر پراجیکٹ (ضلع تلنگنڈہ) کا کام جس کو آندھرا پردیش کے قیام کے وقت شروع کیا گیا تھا اب تقریباً مکمل ہو گیا ہے۔ سری سلیم پراجیکٹ (ضلع کرنول) اور سری رام ساگر پراجیکٹ (ضلع نظام آباد) پر کام جاری ہے۔ ایک اور اہم پراجیکٹ متلو گنگا ہے جس کا سنگ بنیاد ۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء

کو رکھا گیا تھا۔ صنعتی میدان میں اس سے بڑا پیراجکٹ ضلع و شاہکھائیٹم کا واسطیٹ
پلانٹ ہے۔ رام گنڈم (ضلع کریم نگر) میں مرکزی شعبہ کے فرٹلائزر پیراجکٹ
پر کام جاری ہے۔ ایک اور بڑا صنعتی یونٹ جو رام چندر پورم (حیدر آباد) میں
۱۱ دسمبر ۱۹۶۵ء کو وزیر اعظم ہندو بھگت لال بہادر شاستری نے افتتاح کیا
وہ بھارت ہیوی الیکٹریکلس لمیٹڈ ہے اور اس کے علاوہ حیدر آباد شہر میں کل
ہند نوعیت کے کئی ادارے قائم ہو رہے ہیں۔ ان سب کی وجہ سے ریاستی صند
مقام حیدر آباد چاروں طرف پھیل گیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں پر
زمین کی قیمت آسمان سے باتیں کرنے لگی ہے۔ ریاست کی اہم صنعتوں میں
سوئی کیرٹس کی صنعت، شکر سازی کی صنعت، کاغذ سازی کی صنعت، سیٹ
سن کی صنعت، دھان کی صفائی اور روغنی تیل کی تیاری کی صنعتیں قابل
ذکر ہیں۔ بر اعظم ایشیا کا شکر سازی کا سب سے بڑا کارخانہ نظام
شوگر فیکٹری ضلع نظام آباد کے قلعہ بودھن کے موضع شکر نگر میں سال
۱۹۳۳ء میں قائم کیا گیا۔ اس کے مزید (۸) یونٹ ریاست کے دیگر مقامات
پر کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ریاست میں کاغذ سازی کے تین بڑے
کارخانے ہیں۔ ایک سرپور (ضلع عادل آباد) میں دوسرا راجندر دی
(ضلع مشرقی گو داوری) میں اور تیسرا منیلہ (ضلع نظام آباد) میں
قائم ہیں۔ گورنمنٹ عادل آباد میں شکر کاربنی کلرٹز اور کھاد سازی کے کارخانے
ہیں۔ ریاست میں سمٹ کی صنعت کا آغاز سال ۱۹۳۹ء سے ہوا۔ اس
وقت ریاست میں آٹھ سمٹ بنانے کے کارخانے ہیں۔ جن میں منجریال

(ضلع غاڈل آباد)، پانیم (ضلع کرنول)، تارکے پل (ضلع گنٹور)، ماچرہ
 (ضلع کرشنا)، وجے کوڑہ (ضلع کرشنا)، پداپلی (ضلع کریم نگر)،
 مریال گوڑہ (ضلع نلگنڈا) اور ایرہ گڈہ (ضلع کرپہ) قابل ذکر ہیں۔
 مذہبستان میں سربے زیادہ ہیڈلوم کی تیاری اس ریاست میں
 ہوتی ہے جس کی تعداد ہر سال چھ لاکھ سے بھی زائد ہے۔ نرل (ضلع غاڈل آباد)
 کے خوبصورت و عمدہ کھلونوں اور فرنیچر و بیدری ظروف کو ایک اہم مقام
 حاصل ہے۔ سگریٹ سازی کے ریاست میں چھ کارخانے ہیں جن میں سے پانچ
 کارخانے حیدرآباد میں اور ایک کارخانہ بکاوڈو (ضلع مشرقی گوداوری) میں
 قائم ہیں۔ اس ریاست میں سمٹ کی پیداوار سال ۱۹۸۵ء میں ۵۱۶
 ملین ٹن تھی اور سال ۱۹۸۶ء میں ماہ اگست تک ۳۵۱۳ ملین ٹن رہی دو
 سال ختم تک ۵۵ ملین ٹن ہو گئی۔ حالیہ ریاستی حکومت نے ساتویں پانچ سالہ
 منصوبہ کے دوران ایک ہزار کروڑ روپے کی لاگت کے کئی پروجیکٹس کے قیام
 کی اسکیمات مرتب کی ہیں۔ یہ پروجیکٹس الیکٹرکس، صنعتوں سے متعلق ہیں گناہم
 ورنگی اور ترقی کے علاوہ حیدرآباد میں الیکٹرکس کی صنعتوں کے کامپلیکس
 بھی قائم کئے جائیں گے۔ ریاست میں اس وقت صنعتی سرگرمی کا مرکز
 حیدرآباد بن گیا ہے۔ دہشتا کھاپٹم بھی رفتہ رفتہ ایک صنعتی مرکز کی شکل اختیار
 کرتا جا رہا ہے۔ آج ہمارے ملک میں یہاں کی لٹم سازی کی صنعت کو دوسرا موقع حاصل ہے۔
 ۱۹۹۰ء کے دن ہماری ریاست کے ضلع ویشاکھا پٹنم
 کے مستقر پراسٹیل پلانٹ کا افتتاح وزیراعظم مہندرا ماسٹر وی پی سنگھ کے ہاتھوں

عمل میں آیا۔ آئندہ سرپریشی کی تشکیل کے بعد ریاست کا پہلا سب سے بڑا صنعتی پراجیکٹ یہاں پر قائم ہوا۔ یہ پلانٹ ملک میں فولاد کا (۵۰) اوہی بڑا پلانٹ ہے بلکہ کاہ نام اس کی، کا پہلا کارخانہ مغربی گو داور میں قائم کیا جا رہا ہے۔

ریاست میں تعلیمی ترقی

سال ۵۷-۱۹۵۶ء کے دوران ریاست میں صرف (۳) یونیورسٹیاں (عثمانیہ آئندہ اور سری وینکٹشورا) تھیں۔ لیکن ان کی تعداد میں اب اضافہ ہو گیا ہے۔ اسی پر بڑھتے ہوئے (۱۱) تک پہنچ گئی ہے چنانچہ درنگل میں ”کاکتھ یونیورسٹی“، ضلع گنٹور میں ”ناگر جنیا یونیورسٹی“، ضلع انت پور میں ”سری کرشنا دیورایا“، ضلع چتور میں ”پداوتی و دیالہ“ اور حیدر آباد میں ”اوپن یونیورسٹی“ اور ”ملگو یونیورسٹی“ کے علاوہ (۳) پیشہ ورانہ یونیورسٹیاں قابل ذکر ہیں اور ریاست میں اس وقت (۱۰) میڈیکل کالجس بشمول خانگی قائم ہیں جن میں عثمانیہ میڈیکل کالج (حیدر آباد) گاندھی میڈیکل کالج (حیدر آباد) دکن میڈیکل کالج (حیدر آباد) اور کاکتھ میڈیکل کالج (درنگل) قابل ذکر ہیں۔

اس وقت پوری ریاست میں (۲۶) ڈگری کالجس اور (۶۵۰) جونیئر کالجس ہیں۔ ریاست میں سال ۵۷-۱۹۵۶ء کے دوران صرف

اس کے علاوہ اس وقت عثمانیہ یونیورسٹی کے تحت علاقہ ملکانہ میں خانگی کالجس کی تعداد (۲۳) ہو گئی ہے حال ہی میں حیدر آباد میں واقع (۴) اعلیٰ تعلیمی اداروں (سلطان العلوم کالج، انوار العلوم کالج، شادان کالج اور دکن کالج) میں لار کالج کے قیام کی منظوری دی گئی ہے۔

(۱۳۳) بالائی اسکولس تھے۔ اب انکی تعداد (۶) ہزار ہو گئی ہے اس کے علاوہ سال ۵۷-۱۹۵۶ء میں پرائمری اسکولس کی ریاست میں تعداد (۸۷۹، ۲۹) تھی جن میں (۲۴) لاکھ طلباء و طالبات زیر تعلیم تھے لیکن پرائمری اسکولس کی تعداد (۵۰) ہزار ہو گئی ہے۔ سال ۵۷-۱۹۵۶ء میں ساری ریاست میں صرف (۳۰) فنی تعلیم کے کالجس قائم تھے لیکن اب انکی تعداد بڑھ کر (۶۵) ہو گئی ہے۔ جن میں سے (۲۸) سرکاری کالجس لڑکوں کے لئے (۱۴) سرکاری کالجس لڑکیوں کے لئے اور (۲۷) خزانگی کالجس لڑکوں کے لئے اور (۶) خزانگی کالجس لڑکیوں کے لئے قائم ہیں ان تمام سرکاری و خزانگی کالجس میں (۲۶) تربیتی کورس شامل ہیں۔ ان تمام کالجس میں (۱۲) ہزار نشستوں کی گنجائش مختص کی گئی ہے ملک کا پہلا انجینئرنگ کالج کاسٹنگ بنیاد ماہ اکتوبر ۱۹۵۹ء میں سابق وزیر اعظم مرحوم نڈت جواہر لال نہرو نے ورنگل متقریر کیا۔ ریاست میں اس وقت انجینئرنگ کورس کے تقریباً (۳۰) کالجس کام کر رہے ہیں جن میں سرکاری و خزانگی کالجس بھی شامل ہیں۔ اس طرح پوری ریاست میں (۲۳) سرکاری آئی۔ ٹی۔ آئی اس وقت کام کر رہے ہیں۔ ریاست بھر میں اس وقت اردو میڈیم کے (۱۹۱) مراکز تعلیم بالغان کام کر رہے ہیں جن میں سے حیدرآباد میں (۱۳۴) مراکز قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں اضلاع نظام آباد، کرنول، میدک، محبوب نگر، چور، اور ورنگل میں بھی ایسے مراکز ہیں۔ جن تمام مراکز سے فائدہ اٹھانے

واہوں کی تعداد (۵) ہزار (۲۳) ہے۔ آئندہ سرپریش کے (۲۳) اضلاع میں سب سے زیادہ 'اردو بولنے والوں کی سرکاری تعداد لگ بھگ (۱۰) لاکھ ہے۔ حیدرآباد کے بعد ضلع کرنول میں اردو بولنے والوں کی تعداد (۴) لاکھ (۸۵) ہزار، گنٹور میں (۴) لاکھ (۲۲) ہزار، اننت پور میں (۳) لاکھ (۵۱) ہزار، کرطبہ میں (۳) لاکھ (۴۴) ہزار، محبوب نگر میں (۲) لاکھ (۹۲) ہزار اور چتور میں (۲) لاکھ (۸۷) ہزار اردو بولنے والے ہیں۔ حیدرآباد کے نواحی ضلع ونگاریڈی میں اضافہ (۱۰) سال میں سب سے زیادہ یعنی (۴۲،۶۶) رہا۔ جب کہ محبوب نگر میں (۳،۴۳) میڈک میں (۲،۷۹) نظام آباد میں (۲،۶۵) اور حیدرآباد میں (۲،۵۱) ہوا ہے۔

اردو مادری زبان کے باصلاحیت طلباء اور طالبات کی بہترین تعلیمی سہولتوں کی فراہمی کے لئے اس وقت ریاست میں (۴) اردو ذریعہ تعلیم کے اقامتی مدارس حیدرآباد، گنٹور، نظام آباد اور کرنول میں کام کر رہے ہیں۔ یہ مدارس آئندہ سرپریش پرزیدہ نیشنل ایجنیشن سوسائٹی کے زیر اہتمام چلائے جا رہے ہیں۔ ۱۵ اگست ۱۹۸۶ء کو لاٹو بازار (حیدرآباد) کے احاطہ میں قتلہ قطب شاہ اقامتی اسکول کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جب کہ ۱۶ جولائی ۱۹۸۸ء کو آئندہ کے علاقہ گنٹور رائی سیما کے علاقہ کرنول اور تلنگانہ کے علاقہ نظام آباد میں بھی اسی طرح کے اردو میڈیم اقامتی اسکولس کا قیام عمل میں آیا۔ ان (۴) اردو میڈیم

اقامتی اسکولس پر ریاستی حکومت نے اب تک (۲) کروڑ (۲۱) لاکھ

روپے خرچ کر چکی ہے۔

تریاہت بھڑ میں اردو/ تلگو پنڈت ٹریننگ کورس کے جملہ

(۵) کالجس قائم ہیں۔ جن کے منجملہ صرف ایک ہی کالج میں اردو

پنڈت کورس کام کر رہا ہے۔ یہ کالج حیدر آباد کے مقام بمالوں نگر میں

واقع ہے جس کا نام ڈگور نمٹ کا میر ہنسو کالج آف ایجوکیشن ہے

اس کالج میں اردو کے علاوہ تلگو پنڈت کورس بھی چلایا جاتا

ہے۔ جب کہ تلگو پنڈت کورس حیدر آباد کے علاوہ راجندری، کرنول،

وزنگل اور کرطبہ مقامات کے کالجس میں قائم ہیں۔ اور اس طرح ریاست

بھر میں گورنمنٹ ٹیچرس ٹریننگ کورس کے جملہ (۳۲) مراکز ہیں جن

کے منجملہ صرف (۸) مراکز پر اردو تسلیم کے ہیں۔ جن میں نرٹمنٹ

(حیدر آباد)، ایلورو، گنٹور، رائے چوٹی (کرطبہ)، کرنول، ہنٹنڈہ

(وزنگل)، میدک اور وقار آباد (پرنگاریڈی) شامل ہیں۔ جب کہ تلگو

کے مراکز میں عسہ وائی (سریکاکولم) و جئے نگو، بھیما نگو،

(ویشاکھاپٹم) کاکئی ناڈا (الیرٹ گوداوری) اکوشتا، پدماشیم، نیلو

چیتور، انت پور، کھم، کریم نگر، عادل آباد، میدک، نظام آباد،

ننگنڈہ اور محبوب نگر مقامات قابل ذکر ہیں اور اس کے علاوہ

انڈرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی دہلی کا شہر حیدر آباد کے مقام

بیگم پیٹ میں ایک علاقائی مرکز بھی ہے۔ جہاں گریجویٹیشن کی سطح

کے نصاب کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس یونیورسٹی کے تحت ریاست
بھر میں جملہ (۸) تعلیمی مراکز موجود ہیں جو حسب ذیل مقامات پر قائم
ہیں۔ جن میں ہنومان پٹکری (حیدرآباد)، سومراجی گوڑہ (حیدرآباد)، تروپی
جسے واڑہ، گنطور، درنگل، اننت پور اور ادولتی قابل ذکر ہیں۔

بھاری ریاست ملک کی ان چند ریاستوں میں سے ایک ہے
جس نے پرائمری سطح پر تعلیمی سہولتوں کو عام کرنے میں نمایاں کامیابی
حاصل کی ہے چنانچہ (۱۹۶۱ء) دیہی آبادی کو بالکل قریب ہی پرائمری
اسکولوں کی سہولت میسر ہے تاہم تصویر کا ایک ہیٹو یہ بھی ہے کہ ریاست
ملک کی ان (۹) ریاستوں میں شامل ہے جو تعلیمی اعتبار سے پسماندہ

ہیں۔ جہاں خواندگی کا تناسب مردوں میں (۶۱.۹۶) اور خواتین میں
(۳۹.۲) ہے۔ جہاں تک اعداد و شمار کا تعلق ہے پرائمری سطح
پر ہی تعلیم ترک کر دینے والی لڑکیوں کا تناسب لڑکوں کے مقابلہ
میں زیادہ ہے۔ یعنی پرائمری تعلیم کے دوران ترک مدرسہ کرنے والی
لڑکیوں کا تناسب (۵۸.۵) اور لڑکوں کا تناسب (۵۲.۵)

ہے۔ پرائمری تعلیم کا سلسلہ منقطع کر دینے والوں میں درج فہرست
قبائل اور پسماندہ طبقات کے علاوہ لڑکیاں ہیں چنانچہ ریاستی حکومت
نے (۱۹۶۵ء) منتخب ثانوی اسکولوں میں ”ووکیشنل اسکیم“ شروع
کیا ہے۔ اس پروگرام کو منڈل کی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے
کے لئے از سر نو ترتیب ڈیا گیا ہے۔ منڈل کی سطح پر ورکشاپ بھی

قائم کے جا رہے ہیں۔ جہاں تک ماحولیاتی تعلیم کا تعلق ہے۔ یہی تہ حکومت نے اضلاع ریڈیا اور ویشاکھاپٹیم کے ثانوی مدارس میں اس کا اہتمام کیا ہے۔

آندھرا پردیش میں اردو ذریعہ تعلیم کے اسکولوں کی جملہ تعداد دو ہزار آٹھ سو کے لگ بھگ ہے جن میں زیر تعلیم طلباء اور طالبات کی جملہ تعداد دو لاکھ ۸۰ ہزار کے لگ بھگ ہے۔ جن کے لئے تقریباً ۶۶ ہزار مدرسین کی خدمات مہیا ہیں۔ اور اسکولوں میں لگ بھگ ۱۹ سو پانچ سو سے زائد اہل پرانہری، ۶۰ کے لگ بھگ فوقانی پریکس ہیں اور (۵۳) جوئیر کالجوں میں اردو ذریعہ تعلیم کا انتظام ہے جس میں طلباء کی تعداد (۴) ہزار سے زائد ہے اردو ذریعہ تعلیم کے مدرسین کی ٹریننگ کے (۷) ادارے کام کر رہے ہیں جنکی نشستوں کی جملہ تعداد (۵۸) ہے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ بی۔ ایڈ کالجوں اور پرائیویٹ بی۔ ایڈ کالجوں میں بھی اردو ذریعہ تعلیم کے مدرسین کو تربیت دینے کی سہولتیں مہیا ہیں۔

راہلی آندھرا کے اضلاع گنٹور اور کرشنا میں سہ سے زیادہ اردو مدارس ہیں۔ جہاں پر ان کی تعداد بالترتیب (۲۰۶) اور (۱۱۶) ضلع پرکاشم میں جہاں پر تقریباً گنٹور کے مساوی آبادی ہے وہاں پر (۴۰) اردو مدارس ہیں جو کل مدارس کا صرف (۷۰) فی صد ہوتا ہے اسی طرح سے علاقہ رائیسا میں سہ سے زیادہ اردو مدارس کڑپہ اور جیتور میں ہیں۔ جہاں پر ان کی تعداد بالترتیب (۱۷۷) اور (۱۶۰) ہے کرناٹک

میں جہاں کی تقریباً (۱۷) فیصد آبادی اردو مادری زبان کی حامل ہے وہاں پر صرف (۶۳) یعنی (۳۵۰۰) فیصد اردو مدارس ہیں۔

علاقہ تلنگانہ کے اضلاع میں حیدرآباد وہ واحد ضلع ہے جہاں پر (۳۵۷) اردو مدارس ہیں جو ماری لیا سٹ میں سب سے زیادہ ہیں یہاں

کی اردو آبادی کم از کم (۳۵،۹۰) فیصد اور مدارس (۳۳،۶۸) فیصد ہیں۔ جب کہ ضلع کھم میں اردو آبادی تقریباً (۲۶) فیصد ہو گئی یہاں پر صرف (۴) عدد اردو مدارس ہیں جو ضلع کے تمام مدارس کا

(۲۱) فیصد ہوتا ہے۔ اسی طرح سے کریم نگر میں جو آبادی کے لحاظ سے کھم کے تقریباً مساوی ہے لیکن یہاں پر اجملہ (۸) اردو مدارس ہیں علاقہ تلنگانہ میں حیدرآباد کے بعد سب سے زیادہ اردو مدارس میدک میں ہیں جو (۵۷) ہیں۔ یہ ضلع کے کل مدارس کا (۳۰) فیصد ہوتا ہے جب کہ

اس ضلع کی (۹۵۰۰) فیصد آبادی اردو آبادی پر مشتمل ہے۔ یہی حال دیگر اضلاع کا بھی ہے۔

ریاست میں اقلیتی تعلیمی اداروں کے قیام اور انتظام کے تعلق سے حکومت آندھرا پردیش نے فراخ دلانہ پالیسی اختیار کی ہے۔ دستور ہند کی دفعہ ۳۰ کے مطابق جہاں کہیں بھی اردو ذریعہ تعلیم کیلئے (۱۰) طلباء دستیاب ہوں وہاں اسکول قائم کرنے کے لئے حکومت آندھرا پردیش نے احکامات جاری کئے ہیں۔ اس طرح وسطانی درجہ کی تعلیم کے لئے کم سے کم (۳۰) طلباء ہوں تو جماعت قائم کرنے اور

(۴۵) طلباء جنہوں کو اسکول قائم کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس وقت ریاست بھر میں ایک ہزار (۹۱۸) مدارس ہیں جو اقلیتی طلباء کے ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں۔ جن کی مادری زبان اردو، کنڑی، ٹامیل، اڑیہ، ہندی اور مراٹھی ہے۔ ان مدارس میں (۸) ہزار (۷۷۳) اساتذہ اور (۳) لاکھ (۴۹) ہزار (۳۸) طلباء چھٹا لیا ہے۔

اقلیتی زبان	مدارس کی تعداد	طلباء کی تعداد	اساتذہ کی تعداد
اردو	۱,۱۳۲	۲,۰۷,۲۳۶	۲,۱۰,۱۰۱
اردو پر انگریزی مدارس	۱۶۱	۳,۰۳,۵۵۵	۱,۱۱۴
اردو ہائی اسکولس	۱۴۳	۳,۷۵,۳۴۴	۱,۴۷۱

ریاست میں اردو ذریعہ تعلیم سے بی۔ ایڈ ٹریننگ جماعتوں کے لئے ریاستی حکومت نے حسب ذیل گورنمنٹ ایجوکیشن کالجوں میں انتظامات کئے ہیں۔

- ۱۔ کامبرج، ہینوکالچ آف ایجوکیشن (صدر آباد)
- ۲۔ کالج آف ایجوکیشن (محبوب نگر)
- ۳۔ کالج آف ایجوکیشن (درنگل)

۴۔ کالج آف ایجوکیشن (کرنول)

۵۔ کالج آف ایجوکیشن (ناگر جناساگر)

ہمایہ ریاست میں اس وقت تقریباً ایک سو پروفیشنل کالجس ہیں۔ ان میں سے ۱۹۹ء تک (۱۲) کالجس کا تعلق مسلم انتظامیہ سے تھا۔ ان (۱۲) پروفیشنل کالجس میں (۸) کالجس حیدرآباد میں ہیں۔ ان میں سے (۲) انجینئرنگ، (۲) لاکال کالجس ایک میڈیکل کالج اور (۳) کالج آف ایجوکیشن ہیں جن میں سے (۲) کالجس کا تعلق ضلع کرنول سے ہے۔ جہاں پر عثمانیہ کالج آف لاء اور ڈاکٹر عبدالحق طبیہ کالج ہیں۔ محبوب نگر میں مدینہ کالج آف ایجوکیشن اور گنٹور میں جھانسی لکھنوی بانی کالج آف ایجوکیشن ہیں۔ ان تمام کالجس میں تقریباً ڈھائی ہزار طلبہ و طالبات مختلف کورس کر رہے ہیں۔ اس وقت ریاست میں تقریباً (۱۰۰) اقامتی اسکولس ہیں جو اپنے معیار تعلیم اور شاندار نتائج کے اعتبار سے ملک بھر میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان اسکولس کے قیام کا مقصد یہی علاقوں کے ذہین اور ہونہار طلباء کو بہترین تعلیم کے مواقع فراہم کرنا ہے۔ کاراجیچ ۱۹۹۱ء کو ریاستی چیف منسٹر مسٹر جنرل دھن ریڈی کا نے شہر حیدرآباد میں آوین گمرکس اسکول کا افتتاح کیا۔ یہ ملک میں اپنی نوعیت کا پہلا اسکول ہے۔ جہاں عام تعلیم کے علاوہ ہمیشہ ورنہ تعلیم دی جائے گی ایسے اسکول نظام آباد، چتور اور ویشاکھا پٹنم میں قائم کیے گئے ہیں۔

ریاست میں واقع جامعات کی فہرست

سلسلہ نشان جامعہ کا نام	مقام کلام	قائم سال
۱۔ عثمانیہ یونیورسٹی	حیدر آباد	۱۹۱۸ء
۲۔ آندھرا یونیورسٹی	وشتاٹھاپٹیم	۱۹۲۶ء
۳۔ سری ویکٹیشور یونیورسٹی	تروتی	۱۹۵۲ء
۴۔ آندھرا پردیش الگریجی یونیورسٹی	حیدر آباد	۱۹۶۵ء
۵۔ جواہر لال نہرو میڈیکل یونیورسٹی	حیدر آباد	۱۹۷۲ء
۶۔ سنٹرل یونیورسٹی آف حیدر آباد	حیدر آباد	۱۹۷۴ء
۷۔ کالکتہ یونیورسٹی	ورنگل	۱۹۷۶ء
۸۔ ناگر جینا یونیورسٹی	گنٹور	۱۹۷۶ء
۹۔ سری کرشنا دیوا پرساڈ	انتھب پور	۱۹۸۱ء
۱۰۔ آندھرا پردیش ایڈمن یونیورسٹی	حیدر آباد	۱۹۸۳ء
۱۱۔ سری دیاوتی تھساو دیالکسٹریکس	تروتی	۱۹۸۴ء
۱۲۔ تلگو یونیورسٹی	حیدر آباد	۱۹۸۶ء
۱۳۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنس	وجے وارڈ	۱۹۸۶ء

ریاست کے قابل دید مقامات

ریاست آندھرا پردیش صرف اس لئے مشہور نہیں ہے کہ یہ زرخیز ہے اور یہاں بھی پیداوار ہوتی ہے بلکہ یہاں تو تاریخی و مذہبی مقامات اور ایسی انہی قابل دید چیزوں کی بہتات ہے جو سیاحوں اور باہر کے آنے والوں کے لئے دلچسپی اور توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہیں۔ کئی مقامات ایسے ہیں جن کو دیکھتے لوگ دور دور کے ملکوں اور مقامات سے سفر کی مقصدیت اٹھ کر آتے ہیں۔ ان میں ضلع نلگنڈہ، (ناگر جناساگر)، ناگر جنکنڈہ اور یادگیر گٹھ ضلع گنٹور (امراوتی)، ضلع ورنگل (پاکھال جھیل، رامیا منڈ، لکھنادرم اور ہنما کنڈہ، ضلع نظام آباد (علی ساگر جھیل، نظام ساگر پراجکٹ، نظام شوگر فیکٹری اور ڈھیبی اور سری راماساگر پراجکٹ)، ضلع جیتور (ترویتی)، ضلع کرنول (سری سلیم پراجکٹ)، ضلع وستا کھاسیم (ایکرا کوونلی اور رشی گنڈہ)، ضلع مشرقی گوداوری (پانی کونڈالو)، ضلع میدک (میدک چیرج)، ضلع کھم (جداہلم) ضلع محبوب نگر (محبوب نگر)، ضلع کریم نگر (دیلوارہ)، ضلع عادل آباد (کنٹاکہ آبشار، نرمل اور بامہ شامل ہیں۔ اس دفعہ

یہ یاسر آئندہ اپریش کا دورہ کرنے والے سیاحوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔

شہر حیدرآباد کی سیاحت:

○ چارمینار: قدیم زمانے کی یادگار ہے جس کو سلطان محمد قلی قطب شاہ نے تعمیر کروایا۔ جس کے کام کا آغاز ۱۵۹۱ء میں شروع کیا گیا اور ۱۵۹۲ء میں مکمل کیا گیا۔ شہر حیدرآباد کا مظہر چارمینار ہے جو کہ شاہی شان و شوکت کا ایک گہنہ ہے۔ یہ (۱۸۰) فٹ اونچا ہے جو قدیم شہر حیدرآباد کا مرکز اور حیدرآباد کا نشان امتیاز ہے۔ اس وقت اس کی تعمیر (۷) لاکھ روپے کی لاگت آئی تھی۔ چارمینار کی چھت پر ایک خوبصورت مسجد کے علاوہ ایک حوض بھی ہے۔ چارمینار کا ڈھانچہ حضرت امام حسینؑ کے تفریح کی شکل کا ہے جو حضرت علیؑ کے بیٹے حسینؑ اور ان کے اہل خاندان کی شہادت کی یاد دلاتا ہے اس کے چاروں رخ ٹھیک چار سمتوں میں مشرق مغرب شمال اور جنوب کی طرف ہیں۔

○ مکہ مسجد :

یہ مسجد چار منار کے قریب واقع ہے۔
 یہ مشرق کے فن تعمیر کا ایک بہترین
 نمونہ ہے جو کہ جنوبی ہند کی سب سے دیدہ زیب مسجد ہے۔ اس مسجد
 کو مکہ مکرمہ کی مسجد الحرام کے نقشہ پر بنایا گیا ہے اور اس کے تعمیر
 میں نہایت قیمتی مواد استعمال کیا گیا ہے۔ اس کی تعمیر کا آغاز
 ۱۶۱۲ء میں ۶۵ ویں قطب شاہی بادشاہ سلطان عبدالقدوس قطب
 شاہ نے کیا لیکن تکمیل ۱۶۸۷ء میں شہنشاہ اورنگ زیب کے زمانہ
 میں ہوئی۔ یہ مسجد گو کہ بہت زیادہ مشہور و معروف ہے لیکن ازمینہ وسطی
 کے مسلم طرز تعمیر پر کشش نمونہ ہے۔ اس مسجد کی تعمیر پر روزانہ (۵۰) ہزار
 مزدوروں نے کام کیا تھا۔ اس مسجد کے بارے میں یہ روایت ہے کہ جو شخص
 چاہے وہ مرد ہو یا عورت اس مسجد کے صحن میں سجدے ہوئی سیاہ پتھروں
 کی کرسیوں پر بیٹھتا ہے وہ دوبارہ ٹوٹ کر حید آباد ضرور آتا ہے۔ اس
 مسجد کے صحن میں سلاطین آصفیہ اور ان کے متعلقین کے مزار ہیں۔ اس
 مسجد کی چھت (۱۵) گنبدوں پر قائم ہے۔

○ سالار جنگ میوزیم :

یہ میوزیم ایشیاء کا سب سے بڑا میوزیم
 ہے ایک تہذا شخص کے جمع کئے ہوئے مجموعہ نوادر کے لحاظ سے دنیا کا سب سے
 بڑا عجائب گھر ہے۔ نواب میر یوسف علی خاں سالار جنگ سوم اس میوزیم

کے بلن ہیں۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۵۱ء کو وزیر اعظم ہند مرحوم نیندت جواہر لال نہرو کے مبارک ہاتھوں سے اس میوزیم کا افتتاح دیوان دیور بھی میں عمل میں آیا۔ اس میوزیم میں مشرقی اور مغربی مصوری کے زبردست شاہکار بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس عجائب گھر میں (۱۷) ویں صدی کی بہت سی تصویریں بھی ہیں جن میں بابر سے لے کر بہادر شاہ ظفر تک مغل بادشاہوں شہزادوں اور شہزادیوں کو دکھایا گیا ہے۔ یہاں پر کانٹے، پیتل، پلاسٹر اور اطالوی سنگ مرمر اور دوسرے پتھروں میں بنے ہوئے بے شمار مجسمے موجود ہیں جو اپنی صناعت اور کاریگری کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ میں اس عجائب گھر میں ہاتھی دانت کی بنی ہوئی مورتیاں بھی اپنے حسن اور کاریگری کے لحاظ سے خاص طور سے جاذب توجہ ہیں۔ یہاں پر بچوں کی دلچسپی کا بھی کافی سامان موجود ہیں۔ کئی کھلونے جو تاریخی اہمیت کے ساتھ ساتھ صنعت اور کاریگری قدیم حکومتوں کے سکے، سنگ تراش، بت تراش اور دوسرے فنون لطیفہ کو یکجا کیا گیا۔ اس میوزیم کی جملہ اراضی (۱۱) ایکڑ سے زائد ہے۔ موجودہ عمارت (۱۵۰۰) مربع میٹر پر واقع ہے۔ اس میوزیم کے احاطے میں مغربی اور مشرقی یادگاروں کے لئے دو نئی عمارتوں زیر تعمیر ہیں۔ اس میوزیم کو دیکھنے کے لئے آنے والے سیاحوں کے لئے ایک گائیڈنگ سسٹم کا نفاذ بھی زیر غور ہے۔ یہ میوزیم ۱۹۶۸ء میں دیوان دیور بھی سے دارالشفاء روڈ پر منتقل ہو گیا۔ اس

میں ہم کا سابق میں نام و آصفیٰ ہی میوزیم تھا۔

○ فلک نما پیلیس : اس محل کو ۱۸۹۵ء

میں نظام ایرج ایرج میر محبوب علی خاں نے نواب وقار الامراء سے خرید لیا تھا۔ اس محل کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں سے تمام شہر ہتھیلی میں دکھائی دیتا ہے۔ اس محل کو حضور نظام میر عثمان علی خاں نے قیمتی جواہرات سے آراستہ و پیراستہ کر کے قیمتی جواہرات سے سنوارا۔ دو قامت فلک نما پیلیس جو اپنی بلندی، حسن و جاذبیت اور قیمتی سلطانوں، نوابوں، وائسرائوں کی قیادت گاہ کے لئے بنائی گئی تھی رکھا تھا آج اس کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ سال ۱۹۲۸ء میں حیدر آباد کی آزادی کے بعد اس پیلیس کو نظام کی خانگی جائیداد قرار دیا گیا اور اسے اب نظامس ٹرسٹ کی نگرانی میں رکھا گیا۔ فلک نما جس کے معنی دوہرے سمان کا نظارہ ہے اس کا نام حقیقت پر مبنی ہے یہ (۱۵۰) فٹ اونچی پہاڑی پر تعمیر کیا گیا۔ قطب شاہی بادشاہوں نے مشہور آکیٹھکٹ کی مدد سے اس کو تعمیر کرایا جس میں (۷) سال لگ گئے۔ ہندو ہویں صدی میں قطب شاہی دور میں یہ محل جنگل اور باغوں سے گھرا ہوا پرسکون تھا اب یہ محل سنسان ہو گیا ہے جو اصل میں گیسٹ ہاؤس کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ اس کی یہ تاریخ ہے کہ سلطانوں، نوابوں اور حیدر آباد کی شاہی

حکومتوں کے وزیروں کے علاوہ برونی اور قومی معزز شخصیتوں نے اس عاصی کے گھسٹے ہاوز میں قیام کرتے تھے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آخری وائسرائے مسٹر سی۔ راجگوپال چاری نے حیدرآباد میں آمد کے موقع پر یہاں قیام کیا تھا۔ ڈاکٹر نرس۔ رادھا کرشنن نے اس تاریخی محل میں کبھی شاہی مہمان کی حیثیت سے قیام کیا تھا اس محل میں اس کا اپنا ایک میوزیم بھی ہے جس میں نادر قیمتی قالین پارہ جات، شیشے کے برتن، مخطوطات اور تصاویر اکٹھا کی گئی ہیں یہ آج بھی جوں کا توں موجود ہے اس محل کو گزشتہ تین سال سے مکمل بند کر دیا گیا ہے کیونکہ اس محل کے بعض نادر اشیاء کا سہرہ کر لیا گیا تھا۔

○ جامعہ عثمانیہ: یہ جامعہ شہر حیدرآباد سے تقریباً (۶) میل پر

واقع ہے اس جامعہ کا افتتاح ۱۹۱۸ء میں حضور نظام میر عثمان علی خاں کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا۔ یہ جامعہ مقام بلندی پر واقع ہونے کی وجہ سے ایک بڑا خوش منظر پیش کرتا ہے۔ یہ اپنی خدمات کی وسعت اور طوالت کے اعتبار سے سارے ملک کی دسویں قدیم اور بڑی جامعہ میں شمار کی جاتی ہے۔ یہ جامعہ وقت اور حالات کے تغایروں کی تکمیل کے اپنے نصب العین کی تکمیل کرتے ہوئے سارے علاقہ تلنگانہ میں ڈگری اور کورٹ گریجویٹ تعلیم اور ریسرچ کی ذمہ دار بن گئی۔ اس جامعہ کے تحت علاقہ تلنگانہ میں جسٹس

(۱۶۲) کالجس میں جن میں متعلقہ ملحقہ اور سرکاری کالجس شامل ہیں جو تعلیم کی ترقی اور امتحانات کے انعقاد کے فرائض کی تکمیل کر رہی ہے آج اس جامعہ کی خدمات سے استفادہ کرنے والے طلباء اور طالبات کی تعداد ایک لاکھ سے بھی متجاوز ہو گئی ہے حال ہی میں اس جامعہ کے تحت مزید (۱۵) نئے کالجس کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ جامعہ عثمانیہ ملک کی پہلی جامعہ ہے جس نے اپنے احاطہ میں (۶۰) ایکڑ اراضی پر محیط دہریں پارک قائم کیا ہے اور ساتھ ہی مستقبل میں مختلف جدید عمارتوں پر مشتمل ایک وسیع پارک کا قیام کا منصوبہ رکھتی ہے۔ جامعہ عثمانیہ میں ملک و بیرون ملکوں کی مختلف زبانوں کی تدریس کا جتنا انتظام یہاں ہے کسی اور جامعہ میں نہیں ہے۔ یہاں پر (۲۲) زبانوں کے شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

اس جامعہ کو عالمی شہرت یافتہ ماہر الطیور مرحوم ڈاکٹر سالم علی کے جمع کئے ہوئے پرندوں کے نمونوں کو محفوظ رکھنے کا فن بھی حاصل ہے یہاں پر ۱۹۲۳ء میں پہلی مرتبہ بی۔ اے کے امتحانات کے آغاز کے ساتھ اس جامعہ میں پوسٹ گریجویشن کے نصاب ایم۔ اے۔ اور ایل۔ ایل۔ بی کا آغاز عمل میں آیا۔ ماہ جولائی ۱۹۲۷ء میں اس جامعہ میں ایم۔ بی۔ بی۔ اے نصاب شروع کیا گیا ۱۹۲۸ء میں سیول انجینئر اور بی۔ ایٹھ نصاب آغاز عمل میں آیا۔ یہاں ۱۹۲۹ء میں پرنٹنگ پریس کا قیام عمل میں آیا اور سال ۱۹۴۱ء کے دوران اس جامعہ میں اردو میڈیم کے ساتھ دیگر ہندوستانی

زبانوں میں بھی تسلیم کا آغاز عمل میں آیا۔

○ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ : ^{یہ کتب خانہ اپنے} قیام کے سچے دس ۷۷ سال

مکمل کر لئے ہیں۔ یہ آج علم و فنیوں کے پیش بہا خزانے کا روپ اختیار کر گیا ہے جس سے آج ہزاروں افراد استفادہ کر رہے ہیں اور تیسرے اسکالرس کے لئے تحقیق آسان ہو گئی ہے۔ ۱۹۱۸ء کے دوران اس کتب خانہ میں صرف (۸) ہزار (۴۳۷) کتابیں جمع تھیں لیکن آج (۴) لاکھ سے زائد جلدوں پر مشتمل علی خزانہ بن گیا ہے۔ اس خزانہ میں سنسکرت، عربی، فارسی، تلگو، کنڑی، اردو، مرہٹی، ہندی اور گجراتی (۶) ہزار سے زائد انتہائی نایاب مخطوطات بھی شامل ہیں۔

○ اسٹیٹ سنٹرل لائبریری : اس کتب خانہ کا قیام

۱۹۲۲ء میں عمل میں آیا۔ یہ افضل گنج کے پاس واقع ہے۔ اس کتب خانہ میں دنیا بھر کے نامور و ممتاز شاعروں و ادیبوں کی تالیفات مختلف زبانوں میں موجود ہیں۔ یہ کتب خانہ ریاست حیدرآباد کے مشہور یادگاروں میں شمار ہوتا ہے۔ سابق میں اس کتب خانہ کا نام ”کتب خانہ آصفیہ“ تھا۔

○ نوبت پہاڑ : ^{یہ پہاڑ فتح گیدان سے متصل ہے۔ یہ ایک سو فٹ بلند ہے۔ اس کی اونچائی}

کو مخلیہ بادشاہوں کے جو احکام وصول ہوتے تھے ان کا اعلان بذریعہ
نوبت اسی مقام سے کیا جاتا تھا۔ حال ہی میں اس جگہ پر ایک ”برلا
مندر“ تعمیر کروائی گئی۔ اس کے علاوہ اس جگہ پر ”برلا پلانٹوریم“ کی
تعمیر بھی عمل میں آئی۔ جہاں آسمان کے تاروں کا مشاہدہ کیا جاتا ہے

○ نہرو ذوالوجیکل پارک :

اس پارک نے اپنے قیام کے (۲۸) سال مکمل کر لئے ہیں۔ مختلف اعتبارات اور معیار
کے لحاظ سے اس کو ایشیا کا سب سے بڑا ”زو“ کہا جاتا ہے۔ اس پارک کا
قیام میر عالم تالاب (حیدر آباد) کے قریب ماہ نومبر ۱۹۶۳ء میں عمل میں
آیا۔ یوں تو حکومت آندھرا پردیش نے اس کے تعمیر و ترتیب کا آغاز
۱۹۵۹ء میں ہی کر دیا تھا۔ لیکن عوام کے لئے اس کو ماہ اگست ۱۹۶۳ء میں
کھول دیا گیا۔ یہ پارک (۳۸۰) ایکڑ پر پھیلا ہوا ہے۔ اس زو میں
۲۴ ہزار سے زیادہ جانور، پرندے اور رینگنے والے جانور موجود ہیں۔
۱۲ اگست ۱۹۹۰ء کو پارک میں ایک نئے انکلوژر کا افتتاح عمل میں
آیا۔ یہ انکلوژر مکمل کا تیج کا ہے جس میں ایک آبی کتا کو رکھا گیا ہے
اس انکلوژر پر تقریباً (۲) لاکھ روپے کی لاگت آئی ہے۔

○ گولکنڈہ :

گولکنڈہ (۱۳) ویں صدی میں قلعہ
شاہی بادشاہوں کا پایہ تخت تھا۔ یہ قلعہ مٹی کی دیواروں سے تعمیر

کروایا گیا۔ پھر سلطنت پھنیہ کے قبضہ میں آیا۔ ۱۵۲۵ء میں سلطنت
 قطب شاہی کا پایہ تخت قرار پایا۔ یہ قلعہ شاہی تعمیرات کا ایک
 مخصوص نمونہ ہے۔ یہ مندر حیدر آباد سے تقریباً (۱۱) کلومیٹر دور مقام پر
 واقع ہے۔ قلعہ گوکنگڑہ جو اورنگ زیب کی فتح یعنی ۱۶۸۸ء کے
 بعد سے کھنڈر بنا ہوا ہے۔ اس قلعہ کو سر کرنے میں شہنشاہ اورنگ زیب کو
 بہت زحمت اٹھانی پڑی۔ یہ قلعہ (۸) سو فٹ اونچی ایک پہاڑی پر تعمیر
 کروایا گیا۔ اس قلعہ کے گرد احاطہ کرنے والی دیوار کا مجموعی دائرہ (۷) سو
 میل سے زائد ہے۔ اس قلعہ کی بھی اپنی خصوصیات ہیں جن میں قلعہ سے
 چار منڈاننگ حکمرانوں کے فرار کے لئے (۵) میل لمبی سڑنگ ایک وارنگ
 سسٹم اور گرم اور ٹھنڈے پانی کے پائپ اور فلٹس ٹوائلٹ شامل تھے
 وارنگ سسٹم یہ تھا کہ قلعہ میں داخلہ کے دروازے پر تالی بجائی جاتی جو قلعہ
 کی چوٹی پر سنائی دیتی ہے۔ اس قلعہ کی چوٹی پر ایک ہیر مسجد ہے جسے
 سلطان عبداللہ قطب شاہ نے تعمیر کروایا تھا۔ پھر اس سے اوپر قطب شاہی
 حکمرانوں کی فکری کشادگی کے ثبوت کے طور پر شیر مندر بنا ہوا ہے۔ اب
 یہ (۸) سو سال پرانا ہے چکا ہے۔ یہ مندر ایک بیچے ہوئے سانپ کی صورت
 میں جو کہ ہندوؤں کے نزدیک ایک مقدس نشان ہے۔ یہ مندر ایک چٹان
 کو تراش کر بنایا گیا۔ آج قلعہ میں جو چیزیں صحیح سلامت ہیں وہ ہیں
 صرف ہی ایک مندر۔ اس قلعہ کی چار دیواری کی تعمیر کھیلے تقریباً
 (۶۲) سال کا عرصہ ہوا۔

اس قلعہ کے طرز تعمیر میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ایک واضح امتزاج نظر آتا ہے۔ اس قلعہ کے اسلحہ خانے پر ایک بیت الخلاء ہے جس کا ڈرینج سسٹم قابل دید ہے۔ اس بیت الخلاء سے (۲) قدم کے فاصلہ پر ایک پتھری گول چکی میں لوہے کا گولا پھینسا ہوا ہے جس کو دبلنے کے بعد نیچے کا پتھر مٹ جاتا ہے۔ اور تمام رز کا ہوا فضلہ اس پائپ کے ذریعہ (۹۰) فٹ کی گہرائی میں چلا جاتا ہے۔ قلعہ کا فیل خانہ اور شتر خانہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس قلعہ میں داخلہ کے لئے (۹) دروازے کے علاوہ (۵۲) کھڑکیاں اور (۱۸) برج بھی

○ گنبد ان قطب شاہی :

کا ایک حصہ ہی نہیں بلکہ حیدر آبادی تہذیب و ثقافت، پیار محبت و بھائی چارہ، امن و صلہ و رشتہ کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ ان گنبدوں کا درجہ شرف و فخر تعمیر کی بہترین یادگاروں میں ہوتا ہے۔ یہ شاہانِ دکن کی عظمت و وقار کا زندہ ثبوت ہے۔

○ حسین ساگر :

یہ حیدر آباد و سکندر آباد کے درمیان واقع ہے سلطان محمد ابراہیم تلسی قطب شاہ نے ۱۵۶۲ء میں حضرت حسین شاہ ولی کی زیر نگرانی میں (۸) مربع فیل پر ایک حسین ساگر نامی مصنوعی جھیل تعمیر کروایا جو حیدر آبادی عوام کیلئے ایک سیاق و سباق تھا ہے جو سارے

لک بلکہ بین الاقوامی سطح پر اپنی آب مثال ہے۔ اس کی تعمیر پر اس وقت (۲) لاکھ روپے کا خرچ آیا اور اس کی تعمیر صرف (۸) ماہ کے اندر مکمل کی گئی۔ اس کی لمبائی ایک میل یعنی (۲) ہزار (۲۸۰۶) فٹ ہے اس کے اطراف میں ۱۹۸۷ء میں تلوگویشیم نوکیتی حکومت نے تقریباً (۵) کروڑ روپے کے خرچ سے مختلف ممتاز و نامور اصحاب کے محکمے نصب کئے۔ اور اس کے علاوہ اس ساگر میں محکمہ سیاحت، آندھرا پردیش کے زیر اہتمام روزانہ کشتی رانی بھی ہو رہی ہے۔

○ عثمان ساگر : یہ تالاب شہر حیدرآباد سے (۹) میل، یعنی (۲۰) کلو میٹر دور

گنڈی پیٹ کے قریب تعمیر کروایا تھا۔ اس تالاب کا سنگ بنیاد ۲۲ مارچ ۱۹۱۳ء کو حضور نظام میر عثمان علی خاں بہادر نے رکھا۔ اس کی لمبائی (۵) سو فٹ طویل ہے۔ اس کی تعمیر پر اس وقت (۸) لاکھ روپے کی لاگت آئی تھی۔ تقریباً (۶) سال کی مدت میں اس کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اور اس کی گہرائی (۵۳) فٹ ہے۔

ریاست کے ہوائی راستے و بندرگاہیں

اس ریاست میں ایک عظیم جدید طیران گاہ بیگم پیٹ (ہیدرآباد)

کا قیام سال ۱۹۳۶ء میں عمل میں آیا۔ اور اس کے علاوہ چار اوسط طیرانگاہیں ہیں جن میں دشا کھا پیٹم، تروپتی، راجنذری اور وجے طارہ قابل ذکر ہیں۔

ساری ریاست میں (۷) بندرگاہیں ہیں جن میں، دشا کھا پیٹم، کالنگا پیٹم، جیموئی پیٹم، کاکئی ناڈا، مسولی پیٹم، نرسا پورم اور کرشنا پیٹم قابل ذکر ہیں۔

کونسے اضلاع کین چیزوں کیلئے مشہور ہیں؟

(تجارتی فصلیں)

- ۱۔ تمباکو:- پیرکاشم، نیلور، گنٹور، مغربی گوداوری، کرنول، کھم، ورنگل نظام آباد اور کریم نگر۔
- ۲۔ کیاس:- عادل آباد، گنٹور، کرنول، انت پور، کریمپور اور محبوب نگر۔
- ۳۔ نیشکر (گٹا) بنا دشا کھا پیٹم، مغربی گوداوری، مشرقی گوداوری، چتور، کرشنا، نظام آباد، میدیک، نلگنڈہ اور کریم نگر۔
- ۴۔ سرج:- ورنگل، گنٹور، کھم، کریم نگر، مغربی گوداوری، اور نلگنڈہ۔
- ۵۔ پیان:- کرپہ، کرنول، انت پور، حیدر آباد، اور دشا کھا پیٹم۔
- ۶۔ ہلدی:- کرپہ، نظام آباد، کریم نگر، اور گنٹور۔
- ۷۔ پیٹ من:- دشا کھا پیٹم، گنٹور، اور سریکا کولم۔

- ۸۔ مونگ پھلی :- اننت پور، چتور، محبوب نگر، نلگنڈہ اور وشاکھا پٹنم
 ۹۔ ارندھی :- نلگنڈہ، محبوب نگر، حیدرآباد، پرکاشم، گنتور،
 اننت پور، ورننگل اور کریم نگر۔
 ۱۰۔ مثل :- وشاکھا پٹنم، مشرقی گوداوری، مغربی گوداوری، عادل
 آباد، کریم نگر، سریکا کلم، اور گنتور
 ۱۱۔ سفولا :- کرنول، اننت پور، حیدرآباد اور میدک
 ۱۲۔ نارسل :- مشرقی گوداوری، مغربی گوداوری، سریکا کلم
 اور وشاکھا پٹنم۔

ریاست میں معدنیات کن اضلاع میں پائی جاتی ہیں؟

- ۱۔ BARYTES :- کرٹاپہ، اننت پور، کرنول اور کھسم
 ۲۔ اسپٹاس :- کرٹاپہ اور اننت پور
 ۳۔ بیکسائیٹ :- وشاکھا پٹنم، مشرقی گوداوری اور مغربی گوداوری
 ۴۔ چینی قچی :- وشاکھا پٹنم، مغربی گوداوری، نظام آباد
 اور نلگنڈہ
 ۵۔ گوئلہ :- عادل آباد، کھسم، ورننگل اور کریم نگر
 ۶۔ DOLOMITE :- کرنول، کرٹاپہ، وشاکھا پٹنم اور ورننگل

- ۸۔ فیلیپار :- کرشنا، وشاکھا پٹنم اور ورننگلی
 ۹۔ ہیرو :- انتہ پور اور کرپہ
 ۱۰۔ گیس :- انتہ پور
 ۱۱۔ سوونا :- چتور اور انتہ پور
 ۱۲۔ گرافائٹ :- وشاکھا پٹنم، مشرقی گوداوری، مغربی گوداوری
 ورننگلی اور کھسم
 ۱۳۔ جیسیم :- نیلور
 ۱۴۔ LIMONITE :- ساحل وشاکھا پٹنم
 ۱۵۔ چوٹے کاپیٹو :- کرنول، گنٹور، کھسم، عادل آباد، کریم نگر
 اور ورننگلی
 ۱۶۔ تانیا :- نیلور، کرپہ، انتہ پور، گنٹور، کرنول، تلکدہ
 اور ورننگلی
 ۱۷۔ سیسیما :- گنٹور، کرپہ، اور کرنول
 ۱۸۔ PYRITES :- کرشنا، کرپہ، کرنول، رنگاریدی اور کھسم
 ۱۹۔ البرق :- نیلور

ریاست میں کونسی صنعتیں کہاں قائم ہیں؟

۱۔ ہاتھ کرکھے (ہینڈ لوم) :- (۱) پوچم پالی، سدھی پیرٹ

چھالہ، نارائن پیٹھ، گنٹور، وٹیکٹ گیری، گدوال، اولم پیٹ اور
مادھا اورم

۲۔ شطرنجی اور بلا ٹکٹ :- درنگل اور ایلور

۳۔ بیدری کام :- حیدر آباد، سکذر آباد اور نرمل

۴۔ قلم کاری :- ٹھیلی پنٹم

۵۔ ناریل کے ریشے سے بنائی جانے والی اشیاء :- کونا سیاد (مشرقی کوٹوالی)

۶۔ چوڑیاں :- پاپانامیڈو، کلاہتی، سمہا چلم اور گجلا پلی

۷۔ کھلونے :- کونڈاپلی، پٹی کوپکا اور نکاپلی

۸۔ جٹاٹیاں :- محبوب نگر

۹۔ گربجی :- ایلور، حیدر آباد اور ویٹیا یالم

۱۰۔ موسیقی کے آلات :- پٹا یووم، یوبلی اور جگیا پنٹھ

ریاست میں کونسی مٹی کہاں پائی جاتی ہے؟

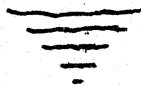
۱۔ سیلابی مٹی :- مشرقی گوداوری، کھسم، محبوب نگر، کرنول

۲۔ کالی مٹی :- عاقل آباد، کھسم، محبوب نگر، کرنول، نظام آباد
میدک، رنگاریڈی، مغربی گوداوری، کرشنا، گنٹور، پکا شم

ننگنڈہ، کڑپہ، اسنت پور اور چتور۔
 ۳۔ لال میٹھی :- سرسکا کولم، وجئے نگر، وشاکھا پٹنم، مشرقی گوداوری
 مغربی گوداوری، کرشنا، گنٹور، پیرکاشم، نیلور، ورنگل
 نظم آباد، حیدر آباد، میدک، رنگارڈی، عادل آباد اور کریم نگر
 ۴۔ ریستیلی میٹھی :- میدک، مشرقی گوداوری، نیلور اور چتور

ریاست کے تمام اضلاع کے نام

- (۱) سرسکا کولم (۲) وجئے نگر (۳) وشاکھا پٹنم
- (۴) مشرقی گوداوری (۵) مغربی گوداوری (۶) کرشنا
- (۷) گنٹور (۸) پیرکاشم (انگول) (۹) نیلور (۱۰) چتور
- (۱۱) کڑپہ (۱۲) اسنت پور (۱۳) کرنول (۱۴) محبوب نگر
- (۱۵) ننگنڈہ (۱۶) رنگارڈی (۱۷) حیدر آباد (۱۸) میدک
- (۱۹) نظم آباد (۲۰) عادل آباد (۲۱) کریم نگر (۲۲) ورنگل
- (۲۳) کھسم۔



ریاست شتر اضلاع کی آبادی

ضلع کا نام	سال ۱۹۸۱ء	سال ۱۹۹۱ء
سرہنگا کولم	۱۹,۵۹,۳۵۲	۲۳,۱۲,۲۲۲
وجہ پنڈی گم	۱۸,۰۲,۱۹۶	۲۱,۰۱,۳۹۲
دشا کھا پنڈی	۲۵,۷۶,۲۷۲	۳۲,۷۲,۱۱۰
مشرقی گوداوری	۲۷,۰۱,۰۲۰	۳۵,۰۱,۳۰۶
مغربی گوداوری	۲۸,۷۳,۹۵۸	۳۵,۱۳,۹۷۹
کرشنا	۳۰,۲۸,۲۶۳	۳۶,۹۳,۱۷۳
گنٹور	۳۲,۳۲,۷۲۲	۴۰,۸۵,۹۰۲
پرکاشم	۲۳,۲۹,۵۷۱	۲۷,۵۰,۳۲۰
نیلور	۲۰,۱۲,۸۷۹	۲۲,۹۰,۲۸۵
جیتور	۲۷,۳۷,۳۱۶	۳۲,۲۹,۵۶۵
کرناٹک	۱۹,۳۰,۲۶۸	۲۲,۵۹,۱۵۲
است پور	۲۵,۵۰,۲۶۸	۲۲,۵۹,۱۵۲

۴۹, ۷۳, ۷۰۹	۲۲, ۰۷, ۲۹۹	کر قول
۳۰, ۷۱, ۷۶۵	۲۲, ۲۹, ۶۱۹	محبوب نگر
۲۵, ۲۸, ۲۰۸	۱۵, ۹۱, ۷۵۹	رنگار نیڈی
۳۰, ۹۱, ۷۱۸	۲۲, ۵۱, ۰۰۹	حیدر آباد
۲۲, ۶۴, ۱۲۴	۱۸, ۰۷, ۱۳۹	میدک
۲۰, ۳۴, ۷۹۴	۱۶, ۷۹, ۶۸۳	نظم آباد
۲۰, ۸۰, ۲۳۱	۱۶, ۳۹, ۰۰۳	عادل آباد
۳۰, ۲۳, ۲۲۸	۲۲, ۳۶, ۳۲۳	کریم نگر
۲۸, ۱۱, ۷۱۴	۲۳, ۰۰, ۲۹۵	ورنگل
۲۲, ۰۰, ۰۸۱	۱۷, ۵۱, ۵۷۲	کھم
۲۸, ۵۰, ۱۸۳	۲۲, ۷۹, ۶۸۵	ننگل ٹھہ

مہکتی کلیاں

- ۱۔ بہترین انسان وہ ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔
- ۲۔ بیل کی طرح درخت کا سہارا ڈھونڈنے سے بہتر ہے کہ کسی کو درخت بن کر سہارا دو۔
- ۳۔ دیوار میں ایک معمولی پتھر بھی اہمیت رکھتا ہے۔
- ۴۔ دولت سے ہم خوشاخذ خرید سکتے ہیں محبت نہیں۔

آندھرا سے ”آر جن ایوارڈ“ حاصل کرنیوالے اصحاب

سلسلہ نمبر	نام	کھیل	سن
۱	ٹی۔ بلرام	فٹ بال	۱۹۶۲ء
۲	کے۔ ایشور راؤ	ویٹ بھٹنگ	۱۹۶۳ء
۳	یوسف خاں	فٹ بال	۱۹۶۶ء
۴	پیٹر تمگا راج	فٹ بال	۱۹۶۷ء
۵	و. اسم علی	ٹیبیل ٹینس	۱۹۶۹ء
۶	جے پوجیا	بال بیٹنگ	۱۹۷۰ء
۷	سید نعیم الدین	فٹ بال	۱۹۷۰ء
۸	چندرا نارائنا	باکسنگ	۱۹۷۲ء
۹	منی جی موہنی تیوگا	والی بال	۱۹۷۳ء
۱۰	شیام سندر	والی بال	۱۹۷۴ء
۱۱	ایل۔ اے۔ اقبال	بال بیٹنگ	۱۹۷۵ء
۱۲	اے۔ رمنا راؤ	والی بال	۱۹۷۷ء
۱۳	جی۔ آئی۔ سریدھر	والی بال	۱۹۸۵ء
۱۴	ارجن سی پودین	سائیکلنگ	۱۹۸۸ء
۱۵	محمد اظہر الدین	کرکٹ	۱۹۸۸ء
۱۶	عبدالواسط	والی بال	۱۹۸۹ء

ریاست کے بعض اہم شہروں کا درجہ

شہر کا نام	زیادہ سے زیادہ درجہ سے کم سے کم درجہ	
اننت پور	۳۰ سنٹی گریڈ	۱۸ سنٹی گریڈ
اردو گہ ورم	۳۶ سنٹی گریڈ	۱۵ سنٹی گریڈ
بھدلا جلم	۲۵ و ۷۰ سنٹی گریڈ	۱۶ و ۵۰ سنٹی گریڈ
کلنگا پیٹنم	۲۰ و ۵۰ سنٹی گریڈ	۱۹ و ۴۰ سنٹی گریڈ
کرٹ پہ	۲۰ و ۳۰ سنٹی گریڈ	۱۹ و ۲۰ سنٹی گریڈ
ہنمکنڈہ	۲۱ و ۸۰ سنٹی گریڈ	۱۷ و ۴۰ سنٹی گریڈ
عبدال آباد	۳۹ و ۹۰ سنٹی گریڈ	۱۶ و ۵۰ سنٹی گریڈ
کاکا ناڈا	۲۰ و ۲۰ سنٹی گریڈ	۲۰ سنٹی گریڈ
دشا کھا پیٹنم	۳۸ و ۵۰ سنٹی گریڈ	۲۰ و ۵۰ سنٹی گریڈ
نیلور	۲۰ و ۱۵ سنٹی گریڈ	۲۰ و ۲۰ سنٹی گریڈ
نظا آباد	۲۳ و ۵۰ سنٹی گریڈ	۱۵ و ۱۰ سنٹی گریڈ
نام گنڈم	۲۳ و ۸۰ سنٹی گریڈ	۱۵ و ۳۰ سنٹی گریڈ

ریاست میں موجودہ اقلیتی رائے دہندوں کی تعداد

○ علاقہ آندھرا :

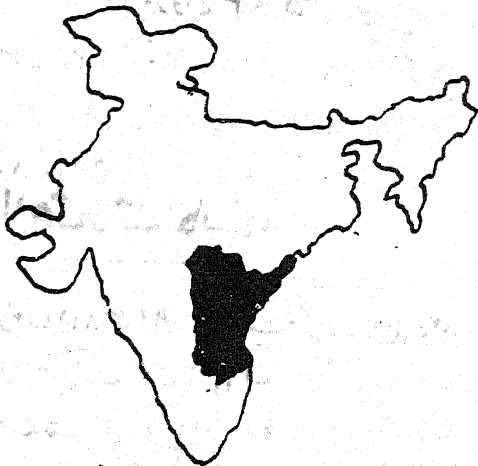
سر نکا کولم (۳،۶۸۶)، پاروتی پورم (۲،۰۴۷)، بوبلی (۸،۴۹۱)،
 بشتا کھاپٹنم (۳۲،۵۳۵)، بھدرما حلیم (۱۹،۹۰۴)، انکاپلی (۱۲،۳۳۴)،
 کاکئی ناڈا (۲۲،۵۹۱)، راجمندی (۲۹،۸۷۶)، آملاپور (۹،۸۹۰)،
 نرساپور (۱۲،۹۰۴)، ایلورو (۳۵،۸۳۷)، محبلی ٹنم (۶۳،۳۰۴)،
 وجے واڑہ (۱۳،۳۳۳)، تنالی (۸۳،۴۲۸)، گنٹور (۱،۷۰،۵۰۹)،
 بایٹلہ (۹۳،۳۴۰)، نرساراو پیٹھ (۸۲،۸۳۳)، اونگول (۹۳،۵۵۵)،
 اورسینلور (۱،۴۴،۷۸۷)

○ علاقہ تلنگانہ :

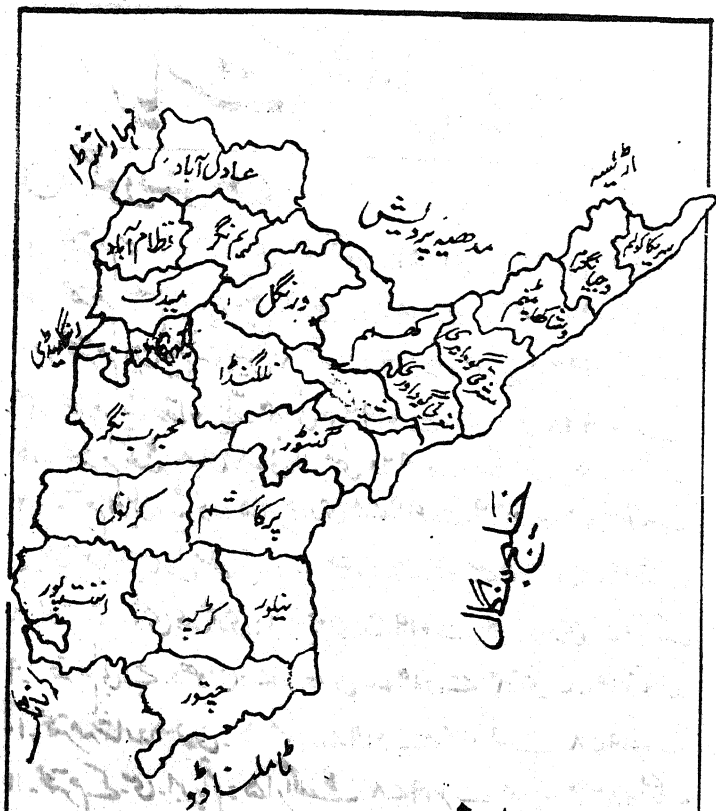
ناگر کرون (۱۹،۳۸۱)، محبوب نگر (۱،۴۰،۴۹۲)، سدی پٹ
 (۱،۵۰،۴۰۲)، میدک (۱،۷۲،۴۶۳)، نظام آباد (۱،۹۴،۷۷۷)،
 عادل آباد (۱،۵۷،۵۷۸)، پداپلی (۶۲،۱۷۹)، کریم نگر (۹۱،۹۴۳)،
 پنمنڈہ (۳۵،۱۴۹)، درنگل (۹۳،۴۰۲)، کھیم (۹۳،۴۲۹)،
 نلگنڈہ (۱،۷۴،۷۵۸)، میریال گوڑہ (۲۵،۷۸۵)، حیدر آباد
 (۱،۴۷،۱۴۵)، اورسکندر آباد (۲،۷۴،۸۴۷)

○ علاقہ تراٹسٹیا :

ترویتی (۵۲۴، ۴۷)، چور (۹۷۷، ۱۴، ۱) راجسٹ
 (۳۱۹، ۷۱)، کڑپہ (۷۲، ۱، ۹۹)، ہندوپور (۱۹۹، ۱۴، ۱)
 انت پور (۳۳۸، ۱۴، ۱)، کرنول (۷۲، ۲۹، ۲) اور
 نندیاں (۵۴۷، ۲، ۴)



★ آندھرا پردیش ★



آندھرا پردیش = اضلاع

1991ع

ریاست کی تشکیل کے بعد

○ گورنرس :

- ۱۔ محترم سی ایم ترویدی: یکم اکتوبر ۱۹۵۳ء سے ۳۱ جولائی ۱۹۵۷ء تک
- ۲۔ محترم جیم سین سچر: یکم اگست ۱۹۵۷ء سے ۷ ستمبر ۱۹۶۲ء تک
- ۳۔ محترم این ایم شری گیش: ۸ ستمبر ۱۹۶۲ء سے ۳۱ مئی ۱۹۶۴ء تک
- ۴۔ محترم بیٹا سٹھانوی: ۴ مئی ۱۹۶۴ء سے ۱۰ اپریل ۱۹۶۸ء تک
- ۵۔ محترم ٹھنڈ بھائی دیسائی: ۱۱ مئی ۱۹۶۸ء سے ۲۵ جنوری ۱۹۷۵ء تک
- ۶۔ محترم اوہل ریڈی: ۲۵ جنوری ۱۹۷۵ء سے ۹ جنوری ۱۹۷۶ء تک
- ۷۔ محترم موہن لال سکھاڑیہ: ۱۰ جنوری ۱۹۷۶ء سے ۵ جون ۱۹۷۶ء تک
- ۸۔ محترم آر ڈی بھٹاری: ۱۶ جون ۱۹۷۶ء سے ۱۶ جنوری ۱۹۷۷ء تک
- ۹۔ محترم بی جے دھون: ۱۷ جنوری ۱۹۷۷ء سے ۴ مئی ۱۹۷۷ء تک
- ۱۰۔ محترمہ شاردہ سکھی: ۵ مئی ۱۹۷۷ء سے ۱۴ اگست ۱۹۷۸ء تک
- ۱۱۔ محترم کے سی ابرہام: ۱۵ اگست ۱۹۷۸ء سے ۱۴ اگست ۱۹۸۳ء تک
- ۱۲۔ محترم رام لال: ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء سے ۲۹ اگست ۱۹۸۴ء تک
- ۱۳۔ محترم شکر دیال شرما: ۲۹ اگست ۱۹۸۴ء سے ۲۶ نومبر ۱۹۸۵ء تک
- ۱۴۔ محترمہ کومدین جوشی: ۲۶ نومبر ۱۹۸۵ء سے ۷ فروری ۱۹۹۰ء تک
- ۱۵۔ محترم کرشنا کانت: ۷ فروری ۱۹۹۰ء سے

○ ریاستی وزیر اعلیٰ:

- ۱۔ محترم این۔ سنجیواریڈی۔ جنوری ۱۹۶۰ء تک۔
- ۲۔ محترم ڈی۔ سنجیویا۔ مارچ ۱۹۶۲ء تک۔
- ۳۔ محترم این۔ سنجیواریڈی۔ جون ۱۹۶۲ء تک۔
- ۴۔ محترم کے۔ برہمادھرا ریڈی۔ ستمبر ۱۹۶۱ء تک۔
- ۵۔ محترم پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ۔ جنوری ۱۹۶۳ء تک۔
- ۶۔ محترم جے۔ وینگل راؤ۔ مارچ ۱۹۶۸ء تک۔
- ۷۔ محترم ڈاکٹر ایم۔ چناریڈی۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء تک۔
- ۸۔ محترم ٹی۔ انجیا۔ فروری ۱۹۸۲ء تک۔
- ۹۔ محترم بی۔ وینکٹ رامنا ریڈی۔ ستمبر ۱۹۸۳ء تک۔
- ۱۰۔ محترم کے۔ وجئے بھاسکر ریڈی۔ جنوری ۱۹۸۳ء تک۔
- ۱۱۔ محترم این۔ ٹی۔ راماراؤ۔ اگست ۱۹۸۴ء تک۔
- ۱۲۔ محترم این۔ بھاسکر راؤ۔ ستمبر ۱۹۸۴ء تک۔
- ۱۳۔ محترم این۔ ٹی۔ راماراؤ۔ دسمبر ۱۹۸۹ء تک۔
- ۱۴۔ محترم ڈاکٹر ایم۔ چناریڈی۔ دسمبر ۱۹۹۰ء تک۔
- ۱۵۔ محترم این۔ جیہار دھن ریڈی۔ موجودہ

○ ریاستی چیف سکریٹریز:

- (۱) محترم - او۔ پلارڈی (۲) محترم ایم۔ بی۔ پائی
- (۳) محترم کے۔ این۔ انٹارمن (۴) محترم ایچ۔ ڈی۔ راجو
- (۵) محترم وی۔ کے۔ راؤ (۶) محترم این۔ جگوان داس
- (۷) محترم اے۔ کرشنا سوامی (۸) محترم آئی۔ جے۔ نائیڈو
- (۹) محترم ایس۔ آر۔ لاما مورتی (۱۰) محترم بی۔ این۔ وامن
- (۱۱) محترم جی۔ وی۔ لاما کرشنا (۱۲) محترم شران کمار
- (۱۳) محترم جی۔ آر۔ نائبر (۱۴) محترم وی۔ بی۔ لاما راؤ
- (۱۵) محترم کے۔ وی۔ نٹراجن (۱۶) محترم اردو

○ ریاستی چیف ججس:

- (۱) جسٹس محترم کے۔ سباراؤ (۲) جسٹس محترم بی۔ چندراریڈی
- (۳) جسٹس محترم بی۔ سستیہ اناراینا راجو (۴) جسٹس محترم منوہر پرشاد
- (۵) جسٹس محترم این۔ ڈی۔ کرشنا راؤ (۶) جسٹس محترم بی۔ جگن موہن دیا

- (۷) جسٹس محترم نامی پبلی کھارنہ (۸) جسٹس محترم کے وینکٹا لکشنی نرسہا
 (۹) جسٹس محترم گوپال راؤ اکبوتے (۱۰) جسٹس محترم ایس او بل ریڈی
 (۱۱) جسٹس محترم پی۔ جیون لال دیوان
 (۱۲) جسٹس محترم ایس۔ او بل ریڈی
 (۱۳) جسٹس محترم اے۔ سباشیور او (۱۴) جسٹس محترم سی۔ کو نٹا۔
 (۱۵) جسٹس محترم اے کے۔ سوامی (۱۶) جسٹس محترم کے دھوا ریڈی
 (۱۷) جسٹس محترم کے۔ رام چندر راؤ (۱۸) جسٹس محترم کے دھاسکر
 (۱۹) جسٹس محترم لوگیشور دیال (۲۰) سبھاش چھگن لال
 (۲۱) جسٹس محترم ایس۔ سی۔ پرتاپ -

اقوال زرین

- ۱۔ خواہشی دل کا سکون ہے۔ اور روح کیلئے وہی درجہ رکھتا ہے جو ہم کیلئے تیز
- ۲۔ سب سے قابل قدر برائی کتاب ہے جو کتاب خوب غور سے منتخب کی جائے وہ آدمی کی بہترین دوست اور صلاح کار ہوتی ہے
- ۳۔ اہل دانش کی خوشی کے لئے معمولی چیز بھی کافی ہوتی ہے گو بے عقلوں کو کسی بھی چیز سے طمانیت حاصل نہیں ہوتی یہاں یہ ہے کہ دنیا کے زیادہ تر لوگ دکھی رہتے ہیں۔
- ۴۔ سب سے بڑا انسان وہ ہے جس نے انسانوں کی سب سے زیادہ خدمت کی۔

مکتبہ کا تعارف

○ مسٹر رفیق شاہی نے ضلع نظام آباد (آندھرا پردیش) مستقر کے ایک معزز گھرانے میں ۲۵ جون ۱۹۶۰ء کو آنکھ کھولی۔ موصوف کو تعلیمی دور سے ہی صحافت سے دلچسپی شروع کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ بلکہ ایک معنی میں یہ ذوق انہیں وراثہ میں ملا ہے۔ آپ ضلع نظام آباد مسٹر ایم اے رشید مسٹر شاہی سے مختلف ادبی تنظیموں سے ایک صحیفہ نگار کے قلم کار بھی ہیں آپ اور کہانیاں ملک کے اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔



کے ”بابائے صحافت“ کے معجزے فرزند ہیں ہائی اسکول کی سطح ہی سماجی، فلمی اور تہذیبی وابستہ ہیں موصوف علاوہ ایک بہترین کے افسانے مصنفین ممتاز و نامور رسائل

مسٹر رفیق شاہی کا اصل نام محمد عبدالرفیق ہے اور شاہی قلمی نام

ہے۔ آپ نے نظام آباد منتقر ۱۹۷۵ء میں ایچ ایچ دی آغا خاں ایمر برکاتی
 اسکول، برکت پور سے ساتویں جماعت تک، ۱۹۷۷ء میں گورنمنٹ
 ہائی اسکول، خلیل واڑی سے دسویں جماعت تک ۱۹۸۱ء میں گورنمنٹ ہوائی
 جونیئر کالج، قلعہ سے انٹر میڈیٹ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آگے
 تعلیم جاری رکھنے کیلئے شہید حیدر آباد کالج، کیا جہاں انہوں نے
 ۱۹۸۲ء میں انوار العلوم ڈگری کالج (ڈی) اے بی سے بی اے کیا۔ بعد ازاں
 ۱۹۸۷ء میں پورٹ گریجویٹ کالج (عثمانیہ یونیورسٹی)، بشیر پور سے
 اردو میں ایم۔ اے کیا پھر ۱۹۸۷ء میں بھارتیہ ودیا بھون کنگ کوٹھی سے
 جرنلزم، ڈپلوما کورس کیا۔ اور ۱۹۸۹ء میں گورنمنٹ کامپرس ہنسیو کالج
 آف ایجوکیشن، ویلفیر سنٹر سے اردو پنڈت ٹریننگ کورس کی تکمیل کی۔
 حروف گذشتہ (۱۷) سال سے اردو صحافت کی بلامعاوضہ
 خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اسی وقت آپ اردو روز نامہ
 ”نظام آباد شاعر“ (نظام آباد) میں بحیثیت اسٹاف رپورٹر کام کر رہے
 ہیں۔

پیشہ ورانہ زندگی

پیشہ ورانہ خدمات

* نیک خواہشات کیساتھ *

شہر نظام آباد میں ٹیٹ ویر کی دنیا کے قابل فخر شعور و مس

جیاں نے فیشن کیساتھ نئے نئے خوبصورت ڈیزائنوں

میں مناسب و واجب قیمتوں پر پائیدار، سبک

شوز، سیٹل، چیل، اسکولس و کالجی

یونیفارم شوز اور روزمرہ استعمال کے

بیوٹی چیل ہم آپ کی خدمت میں پیش

کرتے ہیں فوراً آج ہی اجاب کے ساتھ تشریف لائیے

آپ کی آمد کیلئے چشم ہوا لا



۴: شو میوزیم
گاندھی چوک، نظام آباد

۱: کانج فٹ ویر
بہرو پارک، نظام آباد

۴: میتا ر شوز
احمدی بازار، نظام آباد

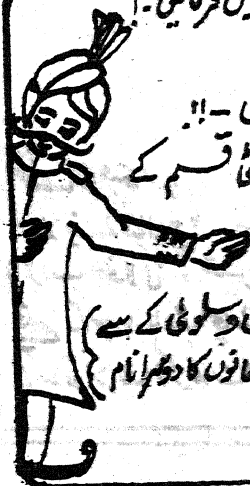
۴: زینت شوز
راشٹر پی روڈ، نظام آباد

زینت اینڈ میٹریٹس متحدہ پورہ، نظام آباد

تشریف لائیں۔!

- مکان و دکان اور کارخانوں کی وائرنگ کے لیئے۔
 - روزمرہ استعمال کی برقی اشیاء کے لیئے۔
 - مشہور کمپنیوں کے ٹیبلیں، سیٹنگ، نوٹکیا بن قیاس کے لیئے۔
 - وائر میٹر، آئرن پریس، الیکٹرک اسٹو، دیگر قیاسی اشیاء کیلئے۔
 - قوس و قزح میا رنگے رنگین جگمگاتے تلیوں کے لیئے آپکا جانا پچانا بجلی گھر
- ابن (الکٹرکس) انجینئر** لطیف بازار - نظام آباد
جاری کدہ: فاروق بھائی

اس مبارک موقع پر ہماری مبارکبادی قبول فرمائیے۔!



○۔ لذیذ غذاؤں کا پاک و صاف ہوٹل۔!!

جہاں ذائقہ دار بریانی، مزیدار سالن، کچی قسم کے

نیچے۔ اور بہترین سروس۔!!

اجاب کے ساتھ تشریف لائیے۔

ہوٹل پیراڈائز (من و سلوٹی کے بسے)

نمبر و پارک - نظام آباد

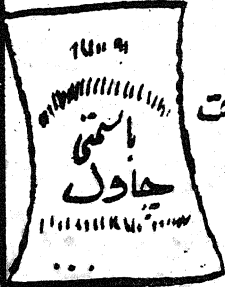
ضلع نظام آباد میں صرف ایک ہی تمام ہے۔
 "بھارت برائڈ سیویاں" جو خالص میدہ سے تیار کی گئی ہیں
 واجبی داموں پریم سے فوراً حاصل کیجئے۔

— اسی کے علاوہ —

ملک بھر سے اہم مقامات سے فراہم کردہ
 بہترین چاول اور دالیں بھی یہاں فروخت
 کیئے جاتے ہیں

شش الدین انڈیائی

احمدی بازار — نظام آباد



نیک تمنائوں کے ساتھ۔

شہر نظام آباد میں
 چائیز دشتیں، صاف ستھرے ماحول
 اطمینان بخش سروسز کے ساتھ میں عمدہ
 اور لذیذ بے مثال چائے پئے دکنی اور
 لا جواب مغلائی ڈشٹیں ایک بار
 چکینے کے بعد بار بار چاہی جائے، وہ احباب
 کے ساتھ تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں

نیو
ہول شالیمار
 (شالیمار گروپ آف ہوٹل)
 بودھن روڈ
 نظام آباد (اے۔ پی)

۵۔ خوش ذائقہ دار غذاؤں کیلئے مود احباب کیساتھ تشریف لائیں۔
جہاں ویبٹرنی و نان ویبٹرنی ڈشیز کے خصوصی
انتظامات کیئے گئے ہیں۔ پھر نہ کہنا میں خبر نہ ہوئی۔

ہوٹل تیساکر

گاندھی چوک ————— نظام آباد

۶۔ آندھرا پردیش (تبا اور اب) کی اشاعت پر مبارکباد قبول فرمائیں

۵۔ شہر نظام آباد کے قلب میں واقع اصلی تیل اور دالوں
کا مرکز۔ جہاں پر آپ کو واجبی نرخوں پر اصلی تیل
اور دالیں فروخت کی جاتی ہیں۔

نظام آباد آئیل مرچنٹ

اینڈ نی ایمریم

احمدی بازار ————— نظام آباد

RATE = RS - 5/- $\frac{120}{1-92}$
1992

ANDHRA PRADESH

PAST & PRESENT
(1956 to 1991)

By

ORAFEEQ SHAHI

M.A. (OSM), J(D)

R.S. PUBLISHERS,
NIZAMABAD.